مسلسل اشاعت کے ترپن سال

بیاد
شیخ الحدیث
مولانا عبدالحق رحمہ اللہ تعالیٰ

سرپرست اعلیٰ
مولانا سمیع الحق شہیدؒ

مدیرِ اعلیٰ
مولانا راشد الحق سمیع

دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

ماہنامہ الحق

644 / شعبان ۱۴۴۰ھ اپریل ۲۰۱۹

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّم تَسلِیمًا

جلد نمبر 54
شمارہ نمبر 7
شعبان ۱۴۴۰ھ
اپریل ۲۰۱۹ء

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

بانی	باہتمام	نگران	مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ	حضرت مولانا انوار الحق صاحب	مولانا حامد الحق حقانی	حافظ راشد الحق سمیع حقانی

اس شمارے کے مضامین

- نقش آغاز: مولانا سمیع الحق شہیدؒ سے مولانا مفتی تقی عثمانی مدظلہ تک: علمائے کرام پر قاتلانہ حملے ایک گھناؤنی سازش۔ سانحہ نیوزی لینڈ: مغرب میں سفید فام دہشت گردی کا شاخسانہ۔
- مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا پارلیمانی کردار اور جدوجہد پر ایک تاریخی دستاویز...... مولانا راشد الحق ۲
- حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی ذاتی ڈائری .... مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی ۸
- اولیاء اللہ کے مقام قرب کے مختلف درجات .... شیخ الحدیث مولانا حافظ انوار الحق مدظلہ ۱۴
- روزے کا مقصد اور حقیقت .... پروفیسر ڈاکٹر نجیب الحق ۲۰
- شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے مکارمِ اخلاق کی رعنائی و دلربائی...... مولانا عبدالقیوم حقانی ۲۶
- آہ! متاعِ دین دانش لٹ گئی .... مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی ۳۰
- مولانا سمیع الحق شہیدؒ علم و حلم کے سمندر .... مولانا محمد اسلم زاہد ۳۳
- محبت اور تعلق کا عظیم سرمایہ میری زندگی کی خوشیوں کا خزانہ...... مولانا لقمان الحق حقانی ۳۶
- اسلام ایک فلاحی دین .... ڈاکٹر سید حسنین احمد ندوی ۴۱
- افکار و تاثرات ...... (مولانا محمد قاسم قاسمی، جامعہ قاسم العلوم بہاولپور، محمد ادریس، مولانا عمر صدیق حقانی) ۴۹
- اے مدبر، اے مفکر، اے مصنف الوداع .... حافظ عبدالرحمٰن عارف اچکزئی ۵۲
- دارالعلوم کے شب و روز .... صاحبزادہ عبدالحق ثانی ۵۳
- تبصرہ کتب .... مولانا محمد اسلام حقانی ۶۱

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (خیبر پختونخوا) پاکستان۔
فون نمبر: +92 923 -630435
فیکس نمبر: +92 923 -630922
ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com
فیس بک ایڈریس: facebook\Alhaq Akora Khattak
ویب سائٹ: www.jamiahaqqania.edu.pk
سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/40 روپے۔ سالانہ -/400 روپے۔ بیرون ملک 40$ امریکی ڈالر
پبلشر: مولانا سمیع الحق، مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ منظور عام پریس پشاور
کمپوزنگ: بابر حنیف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نقش آغاز مولانا راشد الحق سمیع

حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ سے حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی مدظلہ تک

علمائے کرام پر قاتلانہ حملے ایک گھناؤنی سازش

امت مسلمہ کی چودہ سو سالہ تاریخ اس پر شاہد عدل ہے کہ دین حق اور تعلیمات نبویؐ کی حفاظت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وارثوں اور جانشینوں نے اپنی جانوں کو ہتھیلی پر رکھ کر کی ہے اور پوری انسانیت کو شاہراہ ہدایت کی جانب گامزن کرنے کا فریضہ مکمل استقامت و عزیمت، تندہی وجانفشانی اور ہمت وشجاعت کیساتھ سرانجام دیا ہے اور تاہنوز دے رہے ہیں، عالم کفر کو روز روشن کی طرح یہ معلوم ہے کہ ہم امت مسلمہ کو تب تک شکست سے دوچار نہیں کر سکتے جب تک امت میں ان بوریا نشین علماء کا وجود برقرار ہے، اسی خوف کی بدولت عالم کفر اور استعمار روز اول سے علمائے کرام کیخلاف برسر پیکار ہیں اور علمائے کرام کیخلاف مختلف قسم کی سازشوں میں مصروف عمل ہیں حتیٰ کہ علماء کے قتل سے اور انہیں شہادت کے جام نوش کرانے سے بھی باز نہیں رہے۔ علمائے کرام کی شہادتوں کا یہ سلسلہ صرف آج کی بات نہیں یہ روز اول سے جاری وساری ہے اسلامی جمہوریہ پاکستان کو وجود میں لانے کیلئے علمائے کرام کی قربانیاں کسی ذی شعور انسان سے مخفی نہیں اس کے باوجود اگر پاکستان کی تاریخ پر گہری نگاہ ڈالی جائے تو اندازہ ہوگا کہ اسلام کے نام پر وجود میں لائی گئی اس مملکت میں سب سے زیادہ خون انہیں علمائے کرام کا بہایا گیا ہے۔

والد مکرم شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہید نور اللہ مرقدہ کا تازہ واقعہ شہادت بھی قوم کے سامنے ہے کہ انہیں کتنی بیدردی اور سفاکیت سے راولپنڈی میں شہید کر دیا گیا لیکن پھر بھی سفاک قاتلوں کی پیاس اور نفرت حضرت والد صاحبؒ کی شہادت سے نہ بجھ پائی اور انہوں نے آگے بڑھ کر ایک اور بزدلانہ وار کرنا چاہا کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ اس مملکت میں اسلام کے نام لیواؤں کا خون سب سے ارزان ہے اور قاتلوں کو اپنے تحفظ کا بھی پورا یقین ہے کہ ریاست علماء کے قتل عام پر ہمیشہ سے سردمہری وغفلت کا مظاہرہ کرتی ہے۔ پچھلے دنوں پاکستان کے چوٹی کے اہم علماء کا ایک نمائندہ وفد جس میں ہر مکتبہ فکر کے علماء موجود تھے انہوں نے وزیراعظم اور آرمی چیف سے بڑی تفصیلی ملاقاتیں کیں۔ دورانِ ملاقات جب جماعت اسلامی کے حضرت مولانا عبدالمالک صاحب مدظلہ نے کلمہ حق سے کام لیتے ہوئے حضرت مولانا سمیع الحقؒ کے قتل کے نتائج اور قاتلوں کے بارہ میں تفصیل کے ساتھ حکام سے استفسار کیا اور اِن سے

جواب طلب کیا تو انہیں جواب میں صاف طور پر بتا دیا گیا کہ ''حضرت مولانا سمیع الحقؒ کا قتل ''اندھا قتل'' ہے۔اس سلسلے میں ریاست کو اب تک کچھ خاص کامیابی حاصل نہیں ہوئی (اور دلیل کے طور پر یہ عذر تراشا گیا) کہ امریکی صدر جان ایف کینیڈی کے قاتل بھی ساٹھ سالوں میں گرفتار نہ ہوسکے اور پاکستان میں بھی بہت سے سیاسی لیڈروں کے اصل قاتل ابھی تک سامنے نہیں آسکے۔ بدقسمتی سے مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا قتل بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، ہم نے بہت تحقیقات کیں لیکن قاتل سامنے نہ آسکے، لہٰذا مولانا ؒ کے قتل کا کیس داخل دفتر کردیا گیا ہے۔اگر کوئی ثبوت وغیرہ ملا تو ضرور کارروائی ہوگی۔'' اس افسوسناک اور مایوس کن صورتحال پر ہم انا للہ وانا الیہ راجعون ہی پڑھ سکتے ہیں، کیونکہ عالمی قوتوں کی سازشوں اور مظالم پر ہمارے حکمران وریاست کے ذمہ داران ہمیشہ ہی بزدلانہ رویہ اختیار کرنے کی روایت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی ظالموں قاتلوں اور اس ظلم و بربریت پر خاموش رہنے والوں کے لئے کافی ہے۔

امت مسلمہ کے عظیم سرمایہ، عالمی شہرت یافتہ عالمِ دین، سینکڑوں کتابوں کے مصنف ،شریعت کورٹ کے سابق جج، اسلامی بینکاری کے بانی، برصغیر کے علمی خانوادے کے ممتاز سپوت ،فخرِ پاکستان اور نامور شخصیت شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ پر ۲۲/ مارچ ۲۰۱۹ء کو قاتلانہ حملہ کیا گیا جو دراصل پاکستان اور عالم اسلام کے علمی ،روحانی جسد اور روح پر حملے کے مترادف تھا۔یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اس دین حقہ کو تاصبح قیامت اس جہاں پر قائم ودائم رہنا ہے اور اس کی نشرواشاعت، حفاظت وصیانت اور موثر دعوت کیلئے ایسے رجال کار اور شخصیات کا ہونا بھی نہایت اور اشد ضروری ہے جو اس معاشرے کو شرور وفتن، عقائدِ باطلہ اور عصر حاضر کے نت نئے فتنوں سے بچائیں اور اسلامی تعلیمات سے روشناس کرائیں اور جدید چیلنجز سے نمٹنے کی رہنمائی کرائیں، چنانچہ حضرت مدظلہ ہی کی شخصیت میں ایسی تمام خوبیاں، صفات اور صلاحیتیں بدرجہ اتم موجود ہیں، مثلاً موجودہ افراتفری ،فرقہ وارانہ تعصّبات سے پُر معاشرے میں آپ اسوقت راہِ اعتدال کے امام ہیں، افراط وتفریط سے کوسوں دور ہیں اور سیاست کی پُرخار وادی اور پرخطر راستوں سے بھی کنارہ کش رہے ہیں۔پاکستان و عالم اسلام بلکہ تمام امت کیلئے نہایت قابل احترام اور ہردلعزیز شخصیت ہیں تو پھر یہ جان لیوا حملہ کس نے کیا؟ حضرت مفتی صاحب مدظلہ کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا یہ ایک گھناؤنی سازش تھی جس کو قاتلوں نے بڑی منصوبہ بندی کرکے اِن پر حملہ کیا، تاہم جس کی حفاظت اللہ کو منظور ہو تو دشمن لاکھ کوشش کرے مگر وہ نامراد ہی رہتا ہے۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ خداوند کے فضل وکرم سے حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی مدظلہ اس دہشت گردانہ حملے میں نصرت الٰہی سے بال بال بچ گئے، اس قاتلانہ حملے میں مفتی صاحب مدظلہ کے دو محافظ شہید ہوگئے۔ پھر بعد میں انکے وفادار ڈرائیور جس

کی ذہانت اور قربانی کی وجہ سے عالم اسلام کا بہت بڑا خزانہ لٹنے سے محفوظ رہ گیا، بعد میں وہ بھی شہید ہوگئے لیکن حضرت شیخ الاسلام صاحب پر قاتلانہ حملے کے ذمہ داروں اور پس پردہ محرکات کے حقائق پر ابھی تک پردہ پڑا ہوا ہے اور اس بات کا امکان بھی بہت کم ہے کہ اصل حقائق قوم کے سامنے کبھی آسکیں گے۔
اس مملکت میں یکے بعد دیگر علمائے کرام کی شہادتوں اور خاص کر حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب مدظلہ پر ناکام قاتلانہ حملے نے قوم کی تشویش میں اضافہ کر دیا ہے۔ حکومت اور عسکری اداروں کا یہ دعوی سوالیہ نشان ہے کہ ملک میں بالعموم اور کراچی اور راولپنڈی میں بالخصوص دہشت گردوں کی کمر توڑ دی گئی ہے، لیکن اس سانحے نے ایک بار پھر بتا دیا ہے کہ نامعلوم قاتل اب بھی کراچی کی جس شاہراہ اور دارالخلافہ بحریہ ٹاؤن وغیرہ میں جب چاہیں بڑے اعتماد سے کسی کو بھی نشانہ بنا سکتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ علمائے کرام قاتلوں کو یہ اعتماد کس نے فراہم کیا ہے کہ وہ شہر کی مرکزی شاہراہ پر ناکہ لگا کر اپنے ہدف کو اطمینان سے نشانہ بنا سکتے ہیں اور ان کو روکنے والا کوئی ہاتھ موجود نہیں ہے؟ پھر بھی قاتل کھلے عام جہاں چاہیں اپنے ہدف کے حصول میں کامیاب ہو رہے ہیں، اس قلیل عرصہ میں کئی ممتاز علمائے کرام کو ہدف بنا کر شہید کیا گیا ہے۔ اس اعتبار سے حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب مدظلہ جیسی عالمی شہرت یافتہ شخصیت پر قاتلانہ حملہ اپنے اندر سنگین مضمرات رکھتا ہے۔ دُکھ اور حیرت اس پر ہے کہ انہیں کوئی روکنے اور پوچھنے والا بھی نہیں، یہ موجودہ حکومت اور اداروں کی ناکامی کی واضح نشانی ہے اور دوسری طرف انتہائی خوشی اور مسرت بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور امداد خاص سے ہم سب کے فخر شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ اس سفاکانہ حملے میں معجزانہ طور پر محفوظ رہے، حضرت مفتی صاحب مدظلہ بلاشبہ اس امت کا ایک قیمتی سرمایہ اور فخر تو ہیں ہی لیکن مجھ یتیم کیلئے ذاتی حیثیت میں حضرت والد صاحبؒ کو کھونے کے بعد تو عم محترم حضرت شیخ الاسلام مدظلہ کا سایہ شفقت اور بھی زیادہ اہم ہوگیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے سروں پر حضرت مفتی صاحب مدظلہ کا سایہ تادیر قائم رکھے (آمین) تم سلامت رہو ہزار برس ہر اک برس کے دن ہو پچاس ہزار

سانحہ نیوزی لینڈ: مغرب میں سفید فام دہشت گردی کا شاخسانہ

نیوزی لینڈ کے شہر کرائسٹ چرچ میں دہشت گردی کے المناک واقعہ کو تقریباً ایک ماہ ہونے کو ہے جس نے پوری دنیا کو ہلا کر رکھ دیا۔ ایک سفید فام نسل پرست اور تربیت یافتہ دہشتگرد برنٹن ٹیرنٹ نے جمعہ کی نماز کے دوران مسلمان نمازیوں پر فائرنگ کر کے پچاس کے قریب افراد کو شہید کر دیا۔ انتہا پسندی اور دہشتگردی کے اس واقعے سے ایک بار پھر ثابت ہوا کہ امریکہ اور مغربی ممالک میں کس طرح منظم طریقے سے اسلاموفوبیا کو پروان چڑھایا جا رہا ہے، یہ صرف ایک واقعہ نہیں بلکہ مغرب شروع ہی سے اسلام

اور مسلمانوں کے خلاف ہر محاذ اور ہر میدان میں برسرپیکار ہے اور اسلام کے خلاف باقاعدہ منظم منصوبہ بندی کے تحت اپنے مشن کو جاری رکھے ہوئے ہے۔ مغرب نے اپنے سرمایہ دارانہ نظام اور اپنے مذہب کے تحفظ کیلئے اب تک کروڑوں انسانوں کا قتل عام کیا ہے۔ اس قتل عام کی داستانیں خود ان کے مفکرین کی کتابوں میں بھری پڑی ہیں بلکہ یہ قتل عام (Genocide) وہاں ایک مستقل موضوع ہے۔ یہ واقعہ بھی اُسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، اس المناک سانحہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ انسانیت بتدریج زوال کا شکار ہوتی جارہی ہے۔ حالانکہ تمام الہامی مذاہب میں اس طرح کے قتل عام کی قطعاً اجازت نہیں ہے مگر متعصب صلیبی حکمران دن بدن اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نفرت اور نسلی تعصب کو مغرب میں ہوا دے رہے ہیں مگر نیوزی لینڈ کے سانحہ کے بعد وہاں کی خاتون وزیراعظم جیسنڈا آرڈن نے بہت اچھے اور حیران کن ہمدردی و اخلاقیات کی بناء پر بہتر ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے اس سانحہ کو تاریخ کا سیاہ ترین واقعہ قرار دیا ہے۔ اور اس نے عالم اسلام کے مسلمانوں سے اظہار افسوس کرتے ہوئے شہید ہونے والے مسلمانوں کے خاندانوں کے زخموں پر مرہم رکھنے کی بھرپور کوشش کی اور اب تک مغرب میں جتنے بھی مسلمانوں کے ساتھ مختلف واقعات میں ظلم و زیادتی ہوئی ہے تو کسی بھی مغربی حکمران نے مسلمانوں سے اس طرح کی ہمدردی اور حمایت نہیں کی جس طرح کہ نیوزی لینڈ کی خاتون وزیراعظم نے کی ہے جو ایک مستحسن رویہ اور اسلام اور مسلمانوں کیلئے بہتر پیغام امن و آشتی ہے۔ اس طرح نیوزی لینڈ کی گڈ گورننس کی وجہ سے ملزم کو دو گھنٹے کے اندر گرفتار کیا گیا اور بارہ گھنٹے کے اندر اسے عدالت میں پیش کر کے اس پر فرد جرم بھی عائد کر دی گئی۔ تاہم پوری دنیا میں اس سفاکیت اور بہیمیت کے خلاف اس طرح شور و غصہ و برہمی کا اظہار نہیں کیا گیا جس طرح اسلام سے وابستہ کسی مسلمان کی واردات سے مشتبہ یا مبینہ تعلق پر اسلام کے خلاف پروپیگنڈا شروع ہو جاتا ہے، امریکہ اُور مغربی ممالک کی منافقت تاریخ کا حصہ رہی ہے، جب بھی کوئی غیر مسلم دہشتگردی کرتا ہے تو اسے ذہنی مریض قرار دے دیا جاتا ہے اور جب کوئی مسلمان ایسا کرتا ہے تو اسے بغیر کسی تحقیق و ثبوت کے فوری اسلام کیساتھ جوڑ دیا جاتا ہے حالانکہ درحقیقت دہشتگردی کا کوئی مذہب، کوئی زبان اور کوئی نسل نہیں ہوتی۔ دہشتگردی کی بلاتفریق اور بلا امتیاز مذمت کی جانی چاہیے۔ اس المناک واقعہ پر امریکہ کے صدر ٹرمپ کا ردعمل نہایت افسوسناک رہا ہے اور انہوں نے اس واقعہ کو دہشتگردی کیساتھ جوڑنے سے گریز کیا ہے کیونکہ صدر ٹرمپ اور آسٹریلیا کے حکمرانوں نے ہی ان چند برسوں میں مسلمانوں کے خلاف نفرت کو اپنی سیاست اور الیکشن مہموں میں پروان چڑھاتے چڑھاتے بعد میں سرکاری طور پر بھی مسلم دشمنی اور نسل پرستی کا زہر عیسائی نوجوانوں کے دل و دماغ میں میڈیا کی مدد سے بھر دیا ہے، یہ واردات بھی اسی کا نتیجہ ہے۔ اسی طرح عالم اسلام کے حکمرانوں کی روایتی سردمہری پر جتنا بھی افسوس کیا جائے وہ کم ہے البتہ ترکی کے بہادر صدر اور عالم اسلام کے مقبول ترین رہنما اردوان کا دوٹوک موقف قابل ستائش ہے۔

جنرل ضیاء الحقؒ کے مارشل لاء میں مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا پارلیمانی کردار

نفاذ اسلام کی جدوجہد: دستوری ترامیم، ایک تاریخی دستاویز کی اشاعت

شہید افغانستان وشہید ناموس رسالت حضرت مولانا سمیع الحقؒ کی ساری زندگی جہد مسلسل تحریرو تقریر اور نفاذِ اسلام کی تنفیذ کی کوششوں میں صرف ہوئی ہے اوران کی زندگی کا خاتمہ بھی اسلام دشمنوں نے اسی بناء پر کیا کہ عالم اسلام کی اس مؤثر توانا آواز، جو معبد کدہ استعمار میں اذانِ مسلسل تھی اور جدوجہد آزادی کے باب کو کیوں نہ ہمیشہ کے لئے بند کردیا جائے۔ بظاہر دشمنان اسلام اپنی مذموم سازشوں میں کامیاب ہوگئے لیکن حضرتؒ کا مشن اوران کے ہزاروں لاکھوں شاگرد، عقیدت مندابھی زندہ اوران کے مشن کے علَم کو اٹھائے ہوئے پہلے سے زیادہ پرجوش نظر آرہے ہیں، زیرنظر کتاب بھی حضرت والد صاحب شہیدؒ کی اُس دور کی عظیم پارلیمانی تاریخ کی ترجمانی کررہی ہے، جب آپ نے ''وفاقی مجلس شوریٰ'' (پارلیمنٹ) میں ممبر کی حیثیت سے جاکر اسلامائزیشن کیلئے سب سے زیادہ موثر اور جامع کردار ادا کیا۔ یہ سینیٹ میں شریعت بل کے پیش کرنے سے بہت پہلے کی بات ہے، آپ نے جنرل ضیاء الحق شہیدؒ کے مارشل لاء میں اسلامائزیشن کیلئے اسمبلی میں تقریباً ہراہم موضوع اور بحث میں نہ صرف حصہ لیا بلکہ انتہائی محنت اور علمی ومحققانہ انداز میں مختلف ترامیم، تجاویز واضافے منظور کراکے آئین میں شامل کئے۔

اس سلسلے میں برادرم مولانا اسرار مدنی، جوانتہائی قابل فاضل اور متعدد صلاحیتوں وخوبیوں کے حامل ہیں، نے بڑی محنت اور جانفشانی سے کام لیا اور تقریباً پینتیس چالیس برس پرانی اسمبلی کی رپورٹیں، دستاویزات، تقاریر اور 'الحق' کی فائلوں میں بکھرے مواد کو بڑے سلیقے کے ساتھ جمع کرکے حضرت والد صاحبؒ کے سامنے پیش کیا اور حضرتؒ نے اس پر نظرثانی اور کئی مفید مشوروں سے اس کتاب کی جمع وترتیب کے حوالے سے نہ صرف خود اس پر کام کیا بلکہ انہیں قیمتی مشورے بھی دیئے۔ عجیب بات یہ ہے کہ جب حضرت والد صاحبؒ گھر سے آخری بار اسلام آباد جلسے کیلئے تشریف لے جارہے تھے تو مجھے اس کتاب کے مسودات حوالے کئے کہ اب یہ پریس میں جانے کیلئے تیار ہے اور اِسے مولانا اسرار کے حوالے کردو کہ کتاب شائع ہوجائے لیکن قدرت کو اس کتاب کی اشاعت بعد از شہادت ہی منظور تھی اور پھر دوسرے دن اس جہد مسلسل اور اعلائے کلمۃ الحق کے استعارے کو ہی ظالم قاتلوں نے بلاآخر شہید کردیا۔

یا رب زمانہ مجھ کو مٹاتا ہے کس لئے   لوح جہاں پہ حرف مکرر نہیں ہوں میں
رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کہ تھانے میں   کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانہ میں

کتاب الحمدللہ شائع ہوکر ''موتمر المصنفین'' پہنچ گئی ہے۔کتاب ہر لحاظ سے بہترین اور دیدہ زیب ہے۔تقریباً چھ سو صفحات اور سولہ ابواب پر مشتمل ہے۔جس میں چند اہم درج ذیل ہیں:

قانون شہادت،قصاص و دیت،اسلامی فوجداری قوانین،امتناع قادیانیت آرڈیننس،عدالتی نظام کی اصلاح، قانون توہین رسالتؐ، نظام تعلیم کی اصلاح، قانون شفعہ،عشر و زکوٰۃ، آٹھویں ترمیم،نفاذ اسلام کوتیز کرنے کی جدوجہد،قومی وملکی اور ملی مسائل کی ترجمانی وغیرہ اہم ہیں۔

محترم جناب سینیٹر راجہ ظفر الحق صاحب کے تاثرات اس کتاب کے بارے میں کچھ یوں ہیں:

''مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے اپنی شہادت سے دو یوم قبل ایک خط اور پھر ٹیلیفون کے ذریعے مطلع فرمایا کہ وفاقی مجلس شوریٰ، جس کے وہ مقتدر رکن تھے، کی کم وبیش تین سال کی کارروائی جس میں بلاشبہ انکا بھرپور کردار رہا تھا، کو ایک کتابی شکل دے رہے تھے۔ان کی خواہش تھی کہ اس کتاب کی تقریظ تحریر کردوں (چونکہ مجلس شوریٰ کے زمانے میں میرے پاس دو محکمے یعنی وفاقی وزیر برائے اطلاعات ونشریات اور وفاقی وزیر برائے مذہبی امور تھے) میں حیران ہوا کہ اتنی مصروفیات کے باوجود مولانا کے پاس اتنا وقت تھا کہ وہ اس دور کی کارروائی منضبط کرسکیں لیکن اس کے پیچھے نفاذِ شریعت کے لیے ان کا قلبی لگاؤ،علم اور بصیرت، جو انہیں ورثہ میں ملی تھی،اس کا بھرپور استعمال تھا۔اس خط کے دو روز بعد ایک ایسا سانحہ پیش آگیا جس نے نہ صرف پاکستان بلکہ عالم اسلام کے لیے دردِ دل رکھنے والے ہر شخص کو شدید دکھ میں مبتلا کردیا۔وفاقی مجلس شوریٰ کا بنیادی مقصد نفاذِ شریعت کے عمل کو مستحکم اور تیز رو بنیادوں پر استوار کرنا تھا۔علمائے کرام میں مولانا سمیع الحق شہید اور قاضی عبدالطیف صاحب مرحوم کی مشترکہ کوششیں سرفہرست رہی ہیں۔ وفاقی شرعی عدالت کا قیام اور دائرہ اختیار، قانون شہادت، قانونِ شفعہ، قصاص و دیت کا قانون، نظام تعلیم،قراردادِ مقاصد کو مؤثر بنانے کے لیے آئینی ترامیم،آٹھویں آئینی ترمیم کے تحت قانون سازی، نظام زکوٰۃ اور نظام صلوٰۃ کا استحکام، رجال کار یعنی عدلیہ اور پولیس کے حاضر سروس افسران کی شرعی قوانین میں تربیت کا نظام، یہ وہ چند موضوعات ہیں جن کے بارے میں مولانا شہیدؒ نے اپنے ساتھیوں سے مل کر نفاذ شریعت کے لیے ٹھوس اقدامات تجویز فرمائے جن میں سے اکثر پر عمل درآمد بھی ہوگیا تھا۔وفاقی مجلس شوریٰ کے ارکان میں دو طبقات بڑے واضح تھے۔ایک وہ جو شریعت کے احکامات پر مکمل نہ صرف ایمان رکھتے تھے بلکہ اس کے پیچھے حکمتِ خداوندی اور تعلیمِ نبویؐ سے بخوبی واقف تھے اور دلائل کے ذریعے دنیا کے دیگر نظام ہائے کے مقابلہ میں ان کی برتری ثابت کرتے تھے۔دوسرا وہ طبقہ تھا جو کہ استعماری نظام سے متاثر تھے لیکن کوئی کمیٹی ہو یا مکمل ایوان ان دو طبقوں میں دلائل کے انبار لگ جایا کرتے تھے مگر وقت گزرنے کے ساتھ استعماری نظام کے حامیوں کی تعداد کم ہوتی گئی اور سارا ایوان اسلامی قوانین اور فقہ کا حامی ہوتا گیا۔ دلائل کی اس کشمکش میں مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا کردار قائدانہ معیار کا ہوتا تھا۔''

(قسط ۷۰)

مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی
استاد دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی ذاتی ڈائری

۱۹۸۷ء کی ڈائری

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب و روز اور اسفار کے علاوہ اعزّہ و اقارب ، اہل محلہ و گردوپیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے۔ آپکی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔ جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔ احقر نے جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ، تحقیقی عبارت، علمی لطیفہ، مطلب خیز شعر، ادبی نکتہ، اور تاریخی عجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔ اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزارہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیرانِ ذوقِ مطالعہ استفادہ کرسکیں۔ تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔ اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں۔ یاد رہے کہ یہ ڈائریاں ایک طرف حضرت مولانا عبدالحقؒ اور شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق شہید کے احوال و سوانح کے لئے بھی ایک بنیادی واہم ماخذ کی حیثیت رکھتے ہیں تو دوسری طرف دارالعلوم حقانیہ کی تاریخ اور شب و روز بھی اس میں کافی حد تک محفوظ ہوچکے ہیں...... (مرتب)

قادیانیوں کے لئے امریکی چھتری کا استعمال اور اس کے خلاف آواز

☆ اپریل ۱۹۸۷ء کے دوران امریکی سینٹ کی خارجہ تعلقات کمیٹی کی طرف سے پاکستان کی امداد کیلئے عائد کردہ شرائط کے ضمن میں قادیانیوں کی صراحت کے ساتھ حمایت کی گئی، تو امریکی شرائط کے خلاف سب سے پہلے جمعیۃ علماء اسلام پاکستان نے آواز بلند کی ، اور ملکی اور بین الاقوامی سطح پر مختلف حلقوں کو ان شرائط کی طرف توجہ دلا کر ان کے خلاف مؤثر آواز اٹھانے کی مہم چلائی ، اور سینٹ کے حالیہ اجلاس میں ، احقر (سمیع الحق) نے تحریک التواء کی شکل میں بھی اس مسئلہ کو پیش کیا۔

جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے راہ نماؤں مولانا زاہد الرشدی اور میاں محمد اجمل قادری نے امریکہ جاکر وہاں کے مسلمانوں بالخصوص پاکستانیوں کو ان شرائط کے خلاف آواز بلند کرنے کیلئے تیار کیا، اور نیو

یارک میں مقیم مسلمانوں اور پاکستانیوں کو قادیانی سازشوں سے آگاہ کیا۔

مولانا زاہد الراشدی نے لندن کی عالمی ختم نبوت کانفرنس میں اپنے خطاب کے دوران اور بعد میں برطانوی وزیر اعظم کے نام ایک رجسٹرڈ لیٹر کے ذریعہ برطانوی حکومت کو مولانا اسلم قریشی کے اغواء کے سلسلہ میں کیس کے اس پہلوؤں کی طرف باضابطہ توجہ دلائی کہ اس کیس کا بڑا ملزم مرزا طاہر احمد برطانوی حکومت کی پناہ میں ہے اور برطانوی حکومت کی ذمہ داری ہے، کہ وہ اس ملزم کو یا تو پاکستان واپس بھجوائے یا پھر خود اپنے ذرائع سے کیس کی انکوائری کر کے مرزا طاہر کی پوزیشن کو واضح کرے۔

جہاد افغانستان

ہمارے برادر مسلمان پڑوسی ملک افغانستان کے غیور عوام روسی مسلح جارحیت کے خلاف اپنے وطن کی آزادی اور دینی تشخص کے تحفظ کیلئے آٹھ سال سے جنگ لڑ رہے ہیں جو بلاشبہ جہاد ہے، اور جمعیۃ علماء اسلام اس جہاد کی مکمل حمایت کر رہی ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق دامت فیوضہم براہ راست اس جہاد کی سرپرستی فرما رہے ہیں، اور ان کے ہزاروں تلامذہ جنگ میں عملاً شریک ہیں۔

جہاد افغانستان اور مہاجرین کی بھرپور جماعت

☆ گذشتہ سال جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے دو راہنماؤں مولانا زاہد الراشدی اور مولانا بشیر احمد شاد نے افغانستان کے اندر ارگون کے محاذ پر جا کر مجاہدین کی سرگرمیوں کا مشاہدہ کیا، اور ان کے حوصلہ افزائی کی۔

☆ سیکولر حلقوں کی طرف سے جہاد افغانستان کی مخالفت اور افغان مجاہدین و مہاجرین کی کردار کشی پر مشتمل مکروہ پروپیگنڈہ کے جواب میں جمعیت علماء اسلام نے ہر سطح پر افغانستان کی حمایت کی اور مخالفین کے پھیلائے ہوئے شکوک وشبہات کا ازالہ کیا۔

زعماء جمعیت کے بین الاقوامی دورے

☆ گذشتہ سال کے دوران جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے متعدد اکابر اور راہ نماؤں کو بیرونی ممالک کے دوروں پر جانے کا اتفاق ہوا، اور ان کے مواقع پر دینی اجتماعات سے خطاب کرنے کے علاوہ شریعت بل کی جدوجہد سے ان ممالک کے علماء اور عوام کو آگاہ کیا گیا اور جمعیت علماء اسلام کے بیرونی تعارف میں اضافہ ہوا۔

☆ حضرت الامیر مولانا محمد عبداللہ درخواستی دامت برکاتہم العالیہ، حضرت مولانا محمد اجمل صاحب اور مولانا فداء الرحمٰن درخواستی نے سال رواں کے آغاز میں بنگلہ دیش کا دورہ کیا، اور پرانے جماعتی احباب سے ملاقات کے ساتھ ساتھ ڈھاکہ اور سلہٹ کے متعدد دینی مدارس کے تبلیغی اجتماعات سے خطاب کیا۔

☆ مولانا منظور احمد چنیوٹی اور مولانا زاہد الراشدی نے ایران کا گیارہ روزہ دورہ کیا، اور واپسی پر وہاں کی مجموعی صورتِ حال بالخصوص اہل سنت کے حالات اور مظلومیت کے بارے میں بیانات اور مضامین کے ذریعہ ملکی اور بین الاقوامی پریس میں آواز آٹھائی۔

☆ مولانا زاہد الراشدی نے متحدہ عرب امارات، مصر، امریکہ، برطانیہ، اور سعودی عرب کا دورہ کیا۔

☆ علامہ خالد محمود اور مولانا منظور احمد چنیوٹی نے جنوب افریقہ اور سعودی عرب کا دورہ کیا۔

☆ مولانا میاں محمد اجمل قادری نے سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، امریکہ، کینیڈا، اور برطانیہ کے متعدد دورے کئے۔

☆ مولانا فداء الرحمٰن درخواستی نے برطانیہ، فرانس، کنیڈا اور امریکہ کا دورہ کیا، اور ابھی وہ بیرونی دورہ سے واپس تشریف نہیں لائے۔

☆ حضرت مولانا غلام حبیب نقشبندی مدظلہ العالی اور ان کے فرزند مولانا عبدالرحمٰن قاسمی بھی سال کا کچھ حصہ بیرونی اسفار میں صرف کرتے ہیں، اور ہر جگہ جمعیۃ علماء اسلام کی دینی محنت کو ان کی سرپرستی اور معاونت حاصل رہتی ہے۔

بزرگان مکرم! یہ ہے کہ ایک ہلکا سا خاکہ جو مختلف محاذوں پر جماعتی کارکردگی کی ایک رپورٹ کی صورت میں آپ کے سامنے رکھا گیا ہے، ہمیں احساس ہے کہ جتنا کام ہونا چاہئے تھا ہم اس دوران نہیں کر سکے، لیکن ہماری کوشش ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور اور آپ حضرات کے تعاون کے ساتھ ہمارے آئندہ کی کارکردگی پہلے سے بہتر ہو، آپ سب بزرگ اور دوست مل کر دعا بھی فرمائیں اور دعا کے ساتھ ساتھ دوا اور سبب کے طور پر آپ سب حضرات کا تعاون بھی ضروری ہے، کیونکہ کامیابی کا یہی ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلوص کے ساتھ اکابر کے مشن کو جاری رکھنے کی توفیق دیں۔ آمین یا الہ العالمین

سینٹ میں سانحہ بنوری ٹاؤن اور اہلسنت علماء پر مظالم کے خلاف صدائے حق

ایوان بالا (سینٹ) میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب شہید نے اظہار حق اور اتمام حجت کے طور پر جمہور اہل سنت کا جو مقدمہ پیش کیا اور پھر سینٹ کے مختلف اجلاسوں میں اس پر صدائے احتجاج بلند کرتے رہے، ذیل میں اس کی جھلک پیش خدمت ہے۔

---

۱۱ اکتوبر ۱۹۸۷ء پانچ بجکر ۴۰ منٹ: جناب والا! پاکستان چونکہ ایک اسلامی جمہوریہ ہے اور اسلام کا نام ہم سب لیتے ہیں، تو میں ایک ایسے واقعہ کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا ضروری سمجھتا ہوں، جو آج اور کل کراچی میں رونما ہوا ہے، اس پر اگر ہم تحریک التواء وغیرہ کا انتظار کریں، تو اس کا موقع نہیں آئے گا، تقریباً ڈھائی سو علماء گرفتار کئے گئے ہیں اور اخبارات میں آیا ہے، کہ بعض علماء کی انتہائی شرمناک انداز سے تذلیل کی گئی ہے، ان کی داڑھیاں نوچی گئی ہیں، وہ نہایت پرامن اسلامی عقیدے کے متعلق عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم کانفرنس کرنا چاہتے تھے، کہ چاروں طرف سے پولیس نے جامع مسجد بنوری ٹاؤن کے حدود کو روک لیا، اور جن لوگوں نے ۱۴۴ کی نافرمانی نہیں کی تھی، ایک ایک کرکے پرامن طریقے سے مسجد میں آرہے تھے، ان کو بھی گرفتار کیا، جنگ اخبار میں ساری تفصیلات آپکے سامنے آسکتی ہیں، اب تک ۲۲۰۰، افراد گرفتار کئے گئے ہیں، انکی داڑھیاں نوچی گئی ہیں، راتوں رات لوگوں کے گھروں پر چھاپہ مار کر اور مسجدوں میں پولیس نے گھس کر جوتوں سے نمازیوں کو مارا اور ان پر پتھر پھینکے، اس معاملہ کو ایوان میں خدارا زیر غور لائیں، یہ آگ خدانخواستہ کہیں پورے ملک میں نہ پھیل جائے، مسلمانوں میں سواد اعظم اہل سنت کی طرف سے جو پروگرام عظمت صحابہ رضی اللہ عنہ کانفرنس کا تھا، اس کو جبراً بلاوجہ روکنے کی کوشش کی گئی ہے، اس میں کوئی اشتعال انگیزی نہیں تھی کسی فرقے کے خلاف نہیں تھا، تو ساری کراچی میں بے چینی پھیلی ہوئی ہے، آپ سینٹ میں اس معاملے کو فوراً زیر غور لائیں۔

پولیس نے پکڑ دھکڑ شروع کر رکھی ہے، وہاں چھاپے مار رہے ہیں، بڑے بڑے علماء، مفتی احمد الرحمٰن، مولانا اسفندیار، مولانا عبدالستار تونسوی، سب لوگوں کو ہراساں کیا گیا کچھ گرفتار ہیں، کتنے دن تک یہ تحقیقات کریں گے، کتنے دن یہ آگ وہاں سلگتی رہے گی، پھر کہیں گے کراچی کے واقعات وہاں کتنا حساس علاقہ ہے، کیسے نازک حالات ہیں، ان حالات میں سواد اعظم اکثریت، ان کو اس طرح بھڑکانا اور بلاوجہ ان کو تکلیف میں ڈالنا ان کے علماء کی داڑھیاں نوچنا آخر اس کی وجہ

کیا ہے؟ آپ بتا سکتے ہیں، کہ انہوں نے کیا جرم کیا تھا؟

سانحہ بنوری ٹاؤن کے متعلق مفتی ولی حسن کی مولانا عبدالحقؒ اور مولانا سمیع الحق شہیدؒ سے ملاقات

۴ رنومبر: پاکستان کے معروف دینی ادارے کے مفتی اعظم مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی صاحب اقرار ڈائجسٹ کے مدیر مولانا جمیل خان صاحب اوران کے رفقاء پر مشتمل ایک وفد دارالعلوم حقانیہ تشریف لایا، سانحہ بنوری ٹاؤن اور ملک کی تازہ ترین صورتِ حال پر احقر (مولانا سمیع الحق) سے دفتر اہتمام میں باہمی مشاورت کی، پھر حضرت اقدس والد ماجد شیخ الحدیث دامت برکاتہم کی خدمت میں ان کے دولت کدہ پر وفد حاضر ہوا، حضرت شیخ دامت برکاتہم نے بڑے پرتپاک انداز سے وفد کا استقبال کیا، اوران کی آمد وتشریف آوری کو اپنے لئے احسان اور دارالعلوم حقانیہ کیلئے نیک فال قرار دیا، حضرت مولانا مفتی محمد ولی حسن دامت برکاتہم نے سانحہ بنوری ٹاؤن کا پس منظر اور تازہ ترین صورت حال بیان فرمائی، حضرت شیخ والد ماجد دامت برکاتہم بعض افسوس ناک واقعات پر بڑے رنجیدہ ہوئے، مفتی صاحب نے عرض کیا حضرت ہم تو دعا کیلئے حاضر خدمت ہوئے ہیں، اور سرپرستی کی درخواست کرتے ہیں، وسط ربیع الاول کے بعد ملک بھر میں اہل سنت والجماعت کے حقوق کے تحفظ کیلئے تحریک چلانے کا علماء فیصلہ کر چکے ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم نے فرمایا یہ فیصلہ مبارک ہے، یہ اقدام قابل تحسین ہے، میری حالت، پیرانہ سالی اور ضعف تو آپ کو معلوم ہی ہے، تاہم جب بھی ضرورت پڑے تو ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم اور تحفظ اسلام کی خاطر توان شاء اللہ آپ مجھے اپنے ساتھ پائیں گے، برخوردار سمیع الحق کو بھی میں نے کہہ دیا ہے کہ اس وقت اہل سنت پر حکومت کے مظالم میں حکومت کی سراسر جانبداری سے اہل اسلام کے جذبات مجروح ہورہے ہیں۔

حضرت مفتی صاحب نے دوبارہ دعا کیلئے عرض کیا تو ارشاد فرمایا، مجھے خود آپ جیسے بزرگوں کی شفقتوں اور دعا کا احتیاج ہے، کہ اللہ کریم دین کی خدمت کا کام لے لے، ساری عمر غفلت، بے پرواہی میں ضائع کردی، شائد اب ہی آپ کی برکتوں اور دعاؤں کے صدقے اللہ تعالیٰ دین کا کام لے لے ۔حضرت مفتی صاحب نے رخصتی چاہی تو حضرت شیخ الحدیث دامت فیوضہم نے آخری جملوں میں فرمایا، حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن صاحب مولانا اسفندیار صاحب کی گرفتاری اور قربانی ملک میں اسلامی انقلاب کا ذریعہ بنے گی، خدا تعالیٰ ان کی عظیم قربانیوں کو رائیگاں نہیں جانے دے گا۔

مدنی مہمان مولانا سعید احمد خان سے شیخ الحدیث دامت برکاتہم کی مجلس

۱۲ رنومبر: حجاز مقدس سے حضرت مولانا سعید احمد خان صاحب (مدظلہ) اپنے رفقاء کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف لائے، حضرت شیخ الحدیث صاحب گھر تشریف لے جارہے تھے، ساڑھے بارہ بج چکے تھے

کہ اچانک ان کی تشریف آوری ہوئی تو والد ماجد دامت برکاتہم واپس دفتر اہتمام میں تشریف لائے اور ان مہمانوں کی ضیافت کا اہتمام کیا۔مولانا سعید احمد خان نے فرمایا حضرت! ۲۰ سال کے بعد اب دوسری مرتبہ آپ کی خدمت میں حاضری کی توفیق ہوئی ، مجھے آپ سے ملاقات اور زیارت کی بڑی تمنا تھی ۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے آج آپ سے ملاقات کا موقع مرحمت فرمایا۔حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم نے فرمایا آپ کے قدم مبارک ہیں، دارالعلوم اور اس کے خدام آپ کے قدوم میمنت سے سعادت مند ہوئے ، کہا ہم گناہ کار اور کہا آپ بزرگوں کی تشریف آوری ؟ آپ کو تو ۱۹۴۷ء سے حجاز مقدس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوس اور مجاورت کی عظیم سعادت حاصل ہے ۔مولانا سعید خان نے کہا، حضرت یہ تو اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ مجھے آپ کی ملاقات سے مشرف فرمایا، میں حج کے موقعہ پر پاکستان سے آنے والے عازمین حج سے آپ کی خیر وعافیت اور حالات دریافت کرتا رہتا ہوں ، آپ کی بیماری اور ضعف کی خبروں سے پریشانی ہوتی ہے، ہمارے پاس تو دعا کے سوا کچھ نہیں ، ہر وقت دعا کرتا رہتا ہوں ،میرے حضرت! آپ کی زیارت سے آپ کی ملاقات سے ، میرا ایمان تازہ ہوا، مجھے ایمان میں ترقی محسوس ہوئی ۔حضرت الشیخ دامت برکاتہم نے فرمایا یہ آپ کا حسن ظن ہے، آپکا باطن پاک ہے،خدا تعالیٰ مجھے بھی اس کا اہل بنادے۔

احترام اساتذہ

مولانا سعید خان نے کچھ اساتذہ کا تذکرہ اور ان کی محبت اور ادب واحترام اور اس کے برکات کا ذکر فرمایا تو حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ اساتذہ سے محبت ، ان کی خدمت اور ان سے عقیدت رکھتے ہیں، دل وجان سے ان کا اکرام کرتے ہیں،تو اللہ تعالیٰ ان کو ضائع نہیں فرماتے ، امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو جو اللہ تعالیٰ نے عظیم مقام بخشا اس میں ان کی ذہانت ، ذاتی فراست کے ساتھ ساتھ اساتذہ کی خدمت واحترام اور ادب ومحبت کا بھی دخل ہے کہتے ہیں زندگی بھر وہ اپنے استاد حضرت حماد رحمہ اللہ کے گھر کی طرف پاؤں کرکے نہیں سوئے۔مولانا سعید خان نے کچھ تواضع اختیار کی تو حضرت الشیخ دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا: محترم! آپ حرمین الشریفین سے آئے ہوئے مہمان ہیں، آپ تو ہمارے سروں کے تاج ہیں آپ کو اللہ تعالیٰ نے عظیم نعمت اور نسبت بخشی ہے، اللہ تعالیٰ آپ کی برکتوں اور تشریف آوری کے طفیل دارالعلوم کو بھی عزت وشرافت اور مزید خدمت واشاعت دین کی توفیق عطا فرمائے ۔ارشاد فرمایا: ظہر کی نماز قریب ہے دارالعلوم کے طلبہ سے ضرور خطاب فرمائے۔قبلہ واجد ماجد کے ارشاد کے مطابق مولانا سعید خان صاحب نے ڈیڑھ گھنٹہ خطاب بھی فرمایا۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط و ترتیب: مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

اولیاء اللہ کے مقام قرب کے مختلف درجات

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد فاعوذبالله من الشیطان الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَ لَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (یونس: ٦٢-٦٥)

”خبردار! اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ اور نہ وہ مغموم ہوں گے اور اللہ کے دوست وہ ہیں جو ایمان لائے اور معاصی سے پرہیز رکھتے ہیں ان کے لئے دنیاوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی خوشخبری ہے اور اللہ کے وعدوں میں کچھ فرق ہوا نہیں کرتا اور یہ بڑی کامیابی ہے۔“

محترم سامعین! میں نے آپ حضرات کے سامنے قران کریم کی چند آیات تلاوت کیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اولیائے کرام کی کچھ فضیلت اور ان کی ایک حالت کی وضاحت فرمائی ہے، پھر آگے چل کر ایک خوشخبری سنائی جو دنیا میں بھی دی جاتی ہے اور آخرت میں بھی، پروردگار عالم نے فرمایا کہ لوگو! ایک بات غور سے سنو! اللہ تعالیٰ کے دوست کبھی مغموم ہوتے ہیں نہ محزون، آئندہ پیش آنے والے مصائب اور آفات کے آنے کا کوئی اندیشہ اور فکر نہیں کرتے اور جو مصیبت پہنچ جائے تو اس پر حزن و ملال بھی نہیں کرتے۔

اولیاء اللہ کون ہیں؟

اس آیت مبارکہ میں اولیاء جمع کا صیغہ لائے جو ولی کی جمع ہے، ولی کون ہے؟ کس کو ولی کہا جاتا ہے؟ ولایت کیسے حاصل کی جاسکتی ہے؟ ولی کی پہچان کیا ہے؟ اور چوتھی چیز ہے بشارت اور خوشخبری، یہ چند باتیں ہیں جو میں آج کے اس موضوع میں بیان کرنا چاہتا ہوں۔

بہرحال ولی کا معنی ہے دوست ، اسی طرح ولی قربت اور اتصال کو بھی کہتے ہیں، جب دو چیزیں باہم قریب اور متصل ہوں تو اسکو ولایت کہتے ہیں تو اس معنی کے اعتبار سے مخلوق ساری اللہ کے قریب ہے، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے :وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ (ق:١٦) وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ (الواقعة: ٨٥) اللہ تعالیٰ تو انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے، لیکن یہ قربت غیر مرئی اور نادیدہ ہے، یعنی انسان یہ کیفیت محسوس نہیں کرسکتا۔

مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا (المجادله:٧)

”اگر تین بندے باہم محو گفتگو ہوں تو ان میں چوتھا اللہ کی ذات ہے اور اگر پانچ بندے باہم بات چیت کریں تو ان میں چھٹا اللہ کی ذات ہوتی ہے، جہاں بھی تم ہو وہاں اللہ تعالیٰ کی ذات بھی ہوتی ہے“

قرب الٰہی کے ذرائع

لیکن پھر اس قرب کے مختلف درجات ہیں جو ایمان کے بعد اعمال صالحہ کے مرہون منت ہیں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے :ان العبد یتقرب الیَّ بالنوافل کہ بندہ جب کثرت نفل پڑھتا ہے تو نفل پڑھتے وقت اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتا ہے اور یہ قربت اتنی زیادہ بڑھ جاتی ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اسکے ساتھ محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اسے محبت کرتا ہوں تو کنت سمعه الذی یسمع میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، وبصره الذی یبصر به میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے ویده التی یبطش بها میں اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ کام کرتا ہے ورجلاه التی یمشی به میں اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے، بندہ تو نوافل کے ذریعے سے اتنا قریب ہوتا ہے کہ ذات باری تعالیٰ اس کا سب کچھ بن جاتا ہے، یعنی اس بندہ کی تمام حرکات وسکنات اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق ہوتے ہیں، وہ شریعت کے دائرہ میں رہ کر زندگی گزارتا ہے، نہ تو آنکھوں کا غلط استعمال کرتا ہے نہ کانوں کا، ہاتھوں کا بے جا استعمال کرتا ہے نہ پاؤں کا۔ بندہ اللہ تعالیٰ کے کیا قریب ہوا، بلکہ اللہ خود بندے کے اتنا قریب ہوا کہ بندہ کو اپنے رضا کا تابع بنایا،نوافل کی توفیق بھی اس نے بخشی، قرب واتصال کے اسباب بھی اس نے بنائے اور پھر بندے کی اتنی حوصلہ افزائی فرمائی کہ فرمایا میرا بندہ نوافل کے

ذریعے میرے قریب ہوا، قربان جایئے! اس پروردگار سے جو بندہ کے تھوڑے سے عمل کی اتنی ستائش فرماتا ہے اوراس کا حوصلہ بڑھاتا ہے اس سے بڑا محسن اور کون ہوسکتا ہے؟

قرب وولایت کے مراتب

بہرحال قربت وولایت کے مراتب عالی پر سب سے پہلے نمبر پر انبیائے کرام علیہم صلوات اللہ والسلام ہیں اور پھر انبیائے کرام علیہم السلام میں سب سے اونچا مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوملا ہے، جس تک نہ تو کسی بشر کی رسائی ہوسکتی ہے نہ کسی ملائکہ کی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض کی بدولت تمام انبیائے کرام علیہم السلام کو مقامات قرب حاصل ہوئے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوتا ہے اتنا اس کا مقام قرب اللہ تعالیٰ کے ہاں بلند ہوتا جاتا ہے، انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ کے مرتبے تک کوئی بشر نہیں پہنچ سکتا۔ اس کے بعد خلفائے راشدینؓ کا مرتبہ ہے، پھر تمام صحابہ کرامؓ کا یکے بعد دیگرے۔

تو میں عرض کررہا تھا کہ اولیاء اللہ کے مقام قرب کے مختلف درجات ہیں، اور یہ قرب واتصال حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع اور سنت کی مکمل پیروی کی وجہ سے مقام قرب اور درجہ علیا تک رسائی ہوسکتی ہے۔

روزمحشر میں اولیاء اللہ کا مقام ومرتبہ

ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان من عباداللہ لأناساً ماھم بأنبیاء، ولا شھداء یغبطھم الأنبیاء والشھداء یوم القیامة بمکانھم من اللہ تعالیٰ قالوا: یا رسول اللہ تخبرنا من ھم قال: ھم قوم تحابوا بروح اللہ علی غیر ارحام بینھم ولا أموال یتعاطنھا، فواللہ إن وجوھم لنور لایخافون إذا خاف الناس، ولا یحزنون اذا حزن الناس، وقراء ھذہ الایة اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (سنن ابو داؤد :۳۵۲۷)

اللہ کے بندوں میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو نہ انبیاء ہیں نہ شہداء ہیں، قیامت کے دن ان کے مرتبہ قرب کو دیکھ کر انبیاء اور شہداء ان پر رشک کریں گے، صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا جو لوگ اللہ تعالیٰ سے خدا کے

لئے محبت کرتے ہیں، اس میں نہ ان کے باہم رشتہ داریاں ہیں ، نہ مالی لین دین، خدا کی قسم ان کے چہرے قیامت کے دن نور بالائے نور ہوں گے جبکہ اور لوگوں کو عذاب کا خوف ہوگا لیکن ان کو خوف نہ ہوگا اور جب دیگر لوگ غم میں مبتلا ہوں گے تو یہ لوگ غمگین نہ ہوں گے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مندرجہ آیت مبارکہ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ تلاوت کی۔

ایک دوسری روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ

سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن اولياء الله؟ قال الذين يذكر الله برويتهم ، وفى رواية اذا رؤا ذكر الله

”آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا، اللہ کے دوست کون لوگ ہیں؟ فرمایا وہ جن کو دیکھ کر خدا یاد آ جائے ، جب ان پر نظر پڑے تو خدا یاد آ جائے۔

بہرحال ولایت ومحبت کا یہ خاص درجہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے خصوصی بندوں کے ساتھ خاص ہے، یہ قرب محبت کہلاتا ہے، جن لوگوں کو یہ درجہ حاصل ہو انہیں اولیاء اللہ کہتے ہیں اور اس ولایت خاصہ کے درجات بے شمار اور غیر متناہی ہیں اس کا اعلیٰ درجہ انبیاء علیہم السلام کا حصہ ہے کیونکہ ہر نبی کا ولی اللہ ہونا لازمی ہے، اور اس میں سب سے اونچا مقام سید الانبیاء امام الاتقیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے،

ولایت میں درجہ فناء

ادنی درجہ اس ولایت کا وہ ہے جس کو صوفیائے کرام کی اصطلاح میں درجہ فناء کہا جاتا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بندہ کا قلب اللہ تعالیٰ کی یاد میں ایسا مستغرق ہو جاتا ہے کہ دنیا میں کسی کی محبت اس پر غالب نہیں آجاتی وہ جس سے محبت کرتا ہے تو اللہ ہی کے لئے کرتا ہے جس سے نفرت کرتا ہے تو بھی اللہ کی واسطے کرتا ہے، اس کے حب وبغض ،محبت وعداوت میں نفس کا کوئی حصہ نہیں ہوتا، جیسے ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں وضاحت فرمائی:

من احب للّٰہ وابغض لله واعطى للّٰه ومنع الله فقد استكمل الايمان (ابوداؤد: ٤٦٨١)

جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کسی سے محبت کی یہ مال ومتاع، دنیوی اعراض سے پاک صرف اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے محبت کرتا ہے اور اگر کسی کے ساتھ عداوت ودشمنی کرتا ہے تو بھی

بنیادی وجہ اللہ تعالیٰ کی رضا ہو، اور اگر کسی بندے کے ساتھ بھلائی کرتا ہو، کچھ دے دیتا ہو تب بھی اللہ کی رضا مدنظر ہو، اور اگر کسی کو کچھ نہ دینا چاہے تو اس لئے اللہ ناراض نہ ہو، فرمایا فقد استکمل الایمان اس سے بندہ نے اپنا ایمان مکمل کرلیا اس نے ایمان کی تکمیل کی، کمال ایمان اور حسن اسلام کی یہی علامت ہے، کثرت ذکر اور دوام طاعت یعنی اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرنا، ایسی حالت کی علامت ہے اس شخص کا دل ہمہ وقت پروردگار عالم کی رضا جوئی میں مشغول رہتا ہے اور وہ ہر ایسی چیز سے پرہیز کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسند ہو، ایسی حالت کی علامت ہے کثرت ذکر اور دوام طاعت یعنی اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرنا اور ہمیشہ ہر حال میں اس کے احکام کی اطاعت کرنا، یہ دو وصف جس شخص میں موجود ہوں وہ ولی اللہ کہلاتا ہے، جس میں یہ دونوں وصف نہ ہوں یا یہ ایک ان میں سے نہ ہو، وہ اولیاء اللہ کی فہرست سے خارج ہے، اور جس میں یہ دونوں وصف موجود ہوں اس کے درجات ادنیٰ و اعلیٰ کی کوئی حد نہیں انہیں درجات کے تفاوت سے اولیاء اللہ کے درجات بھی متفاضل اور کم و بیش ہوتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اس آیت میں اولیاء اللہ سے کون لوگ مراد ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ لوگ جو خالص اللہ کے لئے آپس میں محبت کرتے ہیں، کوئی دنیاوی رغض درمیان میں نہیں ہوتی۔

درجہ ولایت کو حاصل کرنے کا طریقہ

محترم سامعین! اب رہا یہ سوال کہ ولایت کے اس درجہ کو حاصل کرنے کا طریقہ کیا ہے ہمارے اکابر نے جیسے علامہ ثناء اللہ پانی پتیؒ نے فرمایا ہے کہ امت کا افراد کو یہ درجہ ولایت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض محبت سے حاصل ہوسکتا ہے، اسی سے تعلق مع اللہ کا وہ رنگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھا اپنے ظرف و حوصلہ کے مطابق اس کا کوئی حصہ امت کے اولیاء کو ملتا ہے پھر یہ فیض محبت صحابہ کرامؓ کو بلاواسطہ حاصل تھا اسی لئے ان کا درجہ ولایت تمام اولیائے کرامؒ اقطاب، غوث و فرد سب سے بالاتر تھا اور کچھ لوگوں کو یہ فیض ایک واسطہ یا چند واسطوں سے حاصل ہوتا ہے جتنے واسطے بڑھتے جاتے ہیں اتنا ہی اس میں فرق پڑتا جاتا ہے، یہ واسطہ صرف وہی لوگ بن سکتے ہیں جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں رنگے ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے پیرو اور آپ کے طریقوں کے عاشق ہوں ایسوں کی محبت، ان کے مجالس میں شرکت، ساتھ ہی ساتھ ذکر اللہ کی کثرت، یہی نسخہ ہے درجہ ولایت حاصل کرنے کا۔

نسخہ ولایت کے تین اجزاء

جس کے تین بڑا اجزاء سامنے آتے ہیں (۱) کسی شیخ شریعت وطریقت کی محبت (۲) کلی اطاعت (۳) ذکر اللہ کی کثرت۔ بشرطیکہ کثرت ذکر مسنون طریقہ پر ہو، کیونکہ کثرت ذکر سے قلب کو جلاملتی ہے ارو جب دل کو جلامل جائے اور صیقل ہو سکے تو نور ولایت کے انعکاس کا قابل بن جاتا ہے، حدیث شریف میں ہے کہ ہر چیز کے لئے صیقل اور صفائی کا کوئی طریقہ ہوتا ہے، قلب کی صیقل ذکر اللہ سے ہوتی ہے۔

اولیاء اللہ سے محبت حصول ولایت کا وسیلہ

اور عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ ایک شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو کسی بزرگ سے محبت کرتا ہے، مگر عمل کے اعتبار سے ان کے درجے تک نہیں پہونچتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا المرء مع من احب یعنی ہر شخص قیامت میں اس کے ساتھ ہوگا جس سے اس کو محبت ہے، اس سے معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کی محبت وصحبت حصول ولایت کا ذریعہ ہے مگر یہ محبت ومجالست ان لوگوں کی مفید ہے جو خود ولی اللہ اور متبع السنّت ہیں، اسی طرح بدعت سے دور اورسم ورواج کے تابع نہ ہو، اس لئے کہ غیر متبع السنّت ولی ہونہیں سکتا خواہ کشف وکرامات اس سے کتنے ہی صادر ہوں اور جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں پر چلتا ہو آپ کی سنت کے عاشق ہوں وہ ولی اللہ ہیں گواس سے کوئی کشف کوئی کرامت ظاہر نہ ہوں، خلاصہ یہ ہوا کہ جن لوگوں کی محبت میں بیٹھ کر انسان کو اللہ کے ذکر کی توفیق ہو، آخرت کی طرف رغبت ہو دنیا سے نفرت ہو، دنیاوی افکار کی کمی محسوس ہوئی یہ علامت اس کے ولی اللہ ہونے کی ہے۔ سادہ لوح عوام نے جو اولیاء اللہ کی علامت کشف وکرامت یا غیب کی چیزیں معلوم ہونے کو سمجھ رکھا ہے، یہ غلط اور دھوکہ ہے ہزاروں بندگان خدا ایسے اولیاء اللہ ہیں جن سے اس طرح کی کوئی چیز ثابت نہیں ، بہرکیف وہ ولی لوگ ہیں اللہ کے دوست اور قریب ہیں ،اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح معنوں میں اولیاء اللہ کی محبت مجالست اور محبت کی توفیق نصیب فرمائے۔ امین

پروفیسر ڈاکٹر نجیب الحق *

روزے کا مقصد اور حقیقت

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں زندگی میں ایک مرتبہ پھر رمضان کے روزے رکھنے کا موقع عطا فرمایا، اسی کی توفیق سے ہم روزوں سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی دعا کرتے ہیں۔ اللہ ہمیں روزے کی حقیقت سمجھنے اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

روزے کی فرضیت اور مقصد

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (البقرة:۱۸۳)

اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تم تقوی دار بن جاؤ۔

روزہ ایک فرض عبادت ہے۔ اس کا بنیادی مقصد انسان میں تقوی پیدا کرنا ہے، کھانے پینے سے پرہیز اسی تقوی کے حصول کا ایک ذریعہ ہے۔ صوم کا مطلب ہے (اپنے آپ کو) روکنا اور اس کے معنی صبر ہیں اور صبر کا کم سے کم تقاضا حرام سے روکنا ہے، اور مزید یہ کہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی تعمیل کی جائے۔

رمضان کے مہینے کی عظمت

رمضان کی عظمت قرآن کی وجہ سے ہے، اس میں قرآن نازل ہوا اور اس میں لیلۃ القدر ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ابن آدم کا ہر عمل اس کے لیے کئی گنا بڑھایا جاتا ہے یہاں تک کہ ایک نیکی دس سے سات سو گنا تک بڑھائی جاتی ہے لیکن اللہ تعالی فرماتا ہے کہ روزے کا معاملہ اس سے جدا ہے کیونکہ وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا اجر دوں گا۔ (متفق علیہ)

* ڈین فیکلٹی آف میڈیسن، پشاور میڈیکل کالج ورسک روڈ پشاور

قرآن اور رمضان

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا:

من صام رمضان ایماناً و احتساباً غفِرله ما تقدم مِن ذنبه ومن قام رمضان ایماناً واحتساباً غفِرله ما تقدم مِن ذنبه (بخاری و مسلم)

جس نے رمضان کے روزے رکھے ایمان اور خود احتسابی کے ساتھ اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور جو رمضان کی راتوں میں کھڑا رہا (قرآن سننے اور سنانے کے لیے) ایمان اور خود احتسابی کے ساتھ اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

اور عبداللہ بن عمروؓ کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ

الصیام و القرآن یشفعانِ للعبد ، یقول الصیام: ای ربِ اِنیِ منعته الطعام والشهواتِ بالنهارِ فشفِعنی فیهِ و یقول القرآن منعته النوم باللیلِ فشِفعنيِ فیه ، فیشفعانِ

روزہ اور قرآن (قیامت کے دن) بندے کے حق میں شفاعت کریں گے۔ روزہ عرض کرے گا: اے رب میں نے اس شخص کو کھانے پینے اور خواہشاتِ نفس سے روکے رکھا تو اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما! اور قرآن یہ کہے گا: میں نے اسے رات کے وقت سونے (اور آرام کرنے) سے روکے رکھا تو اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما! چنانچہ دونوں کی شفاعت قبول کر لی جائے گی اور اس کے لیے جنت اور مغفرت کا فیصلہ فرما دیا جائے گا۔

پس رمضان میں خصوصی طور پر قرآن سے جڑنے ، اس کی تلاوت کرنے اور اس کو سمجھ کر پڑھنے کا اہتمام کیا جائے۔

روزے کی حقیقت: روزے کے حقوق

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ذیل احادیث میں روزے کی حقیقت وضاحت سے بیان کی گئی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس شخص نے روزے کی حالت میں بیہودہ باتیں (مثلاً: غیبت ، بہتان ، تہمت ، گالی گلوچ ، لعن طعن ، غلط بیانی وغیرہ) اور گناہ کا کام نہیں چھوڑا تو اللہ تعالیٰ کو کچھ حاجت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑے (بخاری)

حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کتنے ہی روزہ دار ہیں کہ ان کو اپنے روزے سے سوائے بھوک پیاس کے کچھ حاصل نہیں کیونکہ وہ روزے میں بھی بدگوئی ، بدنظری اور بدعملی نہیں چھوڑتے اور کتنے ہی رات کے تہجد میں قیام کرنے والے ہیں، جن کو اپنے قیام سے ماسوا جاگنے کے کچھ حاصل نہیں۔ (دارمی، مشکوۃ)

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی ایک دوسری روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ ڈھال ہے کہ نفس و شیطان کے حملے سے بھی بچاتا ہے اور گناہوں سے بھی باز رکھتا ہے اور قیامت میں دوزخ کی آگ سے بھی بچائے گا، پس جب تم میں سے کسی کے روزے کا دن ہو تو نہ تو ناشائستہ بات کرے، نہ شور مچائے، پس اگر کوئی شخص اس سے گالی گلوچ کرے یا لڑائی جھگڑا کرے تو دل میں کہے یا زبان سے اس کو کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں اس لئے تجھ کو جواب نہیں دے سکتا کہ روزہ اس سے مانع ہے (بخاری و مسلم، مشکوۃ)

عن ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ الصوم جنة ما لم یخرقھا

روزہ ڈھال ہے جب تک (تم) اس میں سوراخ نہ کردو۔ (نسائی)

درجہ بالا احادیث میں جن برے اعمال کا ذکر کیا گیا ہے وہی اس ڈھال کے سوراخ ہیں جن سے روزہ کی افادیت اسی طرح متاثر ہوتی ہے جیسے ڈھال میں سوراخ ہو جائے تو وہ بیکار ہو جاتا ہے اور اس سے بچاؤ کا کام نہیں لیا جا سکتا۔

کون سے روزے پر پورے اجر کا وعدہ ہے؟

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے رمضان کا روزہ رکھا اور اس کی حدود کو پہچانا اور جن چیزوں سے پرہیز کرنا چاہئے ان سے پرہیز کیا تو یہ روزہ اس کے گزشتہ گناہوں کا کفارہ ہو گا (صحیح ابن حبان، بیہقی) یعنی کھانے پینے سے روکنے کے ساتھ ساتھ برے اعمال سے بھی روکا جائے اور منہ کے روزے کے ساتھ دوسرے اعضا کا روزہ بھی ہونا ضروری ہے۔

حقیقی روزہ

وہ روزہ ہے جس میں آنکھ، زبان، کان، ہاتھ، پاؤں اور دیگر اعضا کے گناہوں سے بچا جائے اور یہی ان اعضا کا روزہ ہے اور یہی حقیقی روزہ ہے جس پر اللہ سے پورے اجر کی امید کی جا سکتی ہے اور جو زندگی میں تبدیلی کا باعث بھی بنے گا۔

آنکھ کا روزہ

قرآن کریم میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ (النور: ۳۰)

(اے نبی!) مومن مردوں سے کہو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لیے زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے، جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ اس سے باخبر رہتا ہے۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ نظر، شیطان کے تیروں میں سے ایک زہر میں بجھا ہوا تیر ہے، پس جس نے اللہ تعالیٰ کے خوف سے نظرِ بد کو ترک کر دیا، اللہ تعالیٰ اس کو ایسا ایمان نصیب فرمائیں گے کہ اس کی حلاوت کو اپنے دل میں محسوس کرے گا۔(رواہ الحاکم)

کس قدر گناہ کی بات ہے کہ کئی مسلمان ٹی وی اور کمپیوٹر پر بیہودہ اور فحش فلمیں اور پروگرام دیکھتے ہیں یا فضول ناول یا کتابیں پڑھتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ بس کیا کریں روزہ ہے وقت گزانے کے لیے کر رہے ہیں۔

کان کا روزہ

حرام اور مکروہ اور فضول باتوں کے سننے سے پرہیز رکھے، کیونکہ جو بات زبان سے کہنا حرام ہے اس کا سننا بھی حرام ہے۔اللہ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

لَا يَسْمَعُوْنَ فِيهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا (مریم:٦٢)

اور اس میں (جنت میں) فضول (لایعنی) باتیں نہیں ہوں گی سوائے سلام کے۔

اور سورہ الواقعہ آیت میں ہے کہ

لَا يَسْمَعُوْنَ فِيهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيمًا (الواقعة:٢٥)

اور وہ اس میں فضول اور گناہ کی باتیں نہیں سنیں گے۔

اور سورۃ النباء میں فرمایا:

لَا يَسْمَعُوْنَ فِيهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا لا (النباء:٣٥)

وہ فضول اور جھوٹی باتیں نہ سنیں گے

صحیح روزے کا تقاضا یہی ہے کہ اس پر عمل کیا جائے اور صرف یہ نہیں کہ فضول، گناہ والی اور جھوٹی باتیں کرنے سے پرہیز کیا جائے بلکہ ان کو سنا بھی نہ جائے۔لغو سے پرہیز بہت اہم کام ہے اور یہ لفظ تینوں آیات میں مشترک ہے اور اس سے مراد وہ تمام لایعنی اور بے مقصد باتیں ہیں جن کو عام الفاظ میں بکواس کہا جاتا ہے اور عموماً یہی بیہودہ باتیں گناہ، جھوٹ اور بے حیائی کی بنیاد فراہم کرتی ہیں۔

زبان کا روزہ

زبان کی حفاظت کرے اور اس کو بیہودہ باتوں، جھوٹ، غیبت، چغلی، جھوٹی قسم اور لڑائی جھگڑے سے محفوظ رکھے، اسے خاموشی کا پابند بنائے اور ذکر و تلاوت میں مشغول رکھے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ روزہ ڈھال ہے، پس جب تم میں کسی کا روزہ ہو تو نہ کوئی بیہودہ بات کرے، نہ جہالت کا کوئی کام کرے، اور اگر اس سے کوئی شخص لڑے جھگڑے یا اسے گالی دے تو کہہ دے کہ میرا روزہ ہے

کس قدر عجیب بات ہے کہ اللہ کے حکم پر ہم روزے میں سحری سے لے کر افطاری تک حلال کھانے سے تو پرہیز کرتے ہیں لیکن اسی اللہ نے قرآن میں جس چیز (یعنی غیبت) کو مردہ بھائی کا گوشت قرار دیا ہے اس حرام کو ہم رغبت سے کھاتے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ (الحجرات: ۱۲)

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، بہت گمان کرنے سے پرہیز کرو کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ تجسس نہ کرو اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔ کیا تمہارے اندر کوئی ایسا ہے جو اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا؟ دیکھو، تم خود اس سے گھن کھاتے ہو۔ اللہ سے ڈرو، اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا اور رحیم ہے اللھم نعوذ بك من ذلك

منہ اور پیٹ کا روزہ

حرام سے پرہیز تو ہر حال میں ضروری ہے مگر اِفطار کے وقت حلال کھانے میں بھی بسیار خوری نہ کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ پیٹ سے بدتر کوئی برتن نہیں، جس کو آدمی بھرے (احمد والترمذی وابن ماجہ والحاکم) اگر شام کو دن بھر کی ساری کسر پوری کر لی تو روزہ سے شیطان کو مغلوب کرنے اور نفس کی شہوانی قوت توڑنے کا مقصد حاصل کرنا مشکل ہوگا۔ افطار کے وقت پیٹ میں کوئی مشتبہ چیز نہ ڈالے، کیونکہ اس کے کوئی معنی نہیں کہ دن بھر تو حلال سے روزہ رکھا اور شام کو حرام چیز سے روزہ کھولا یا روزہ کھولتے ہی حرام پینے یا کھانے میں مشغول ہو جائے۔ افطار کے وقت روزہ دار حالت خوف اور امید کے درمیان مضطرب رہے کہ نہ معلوم اس کا روزہ اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول ہوا یا مردود؟ بلکہ یہی کیفیت ہر عبادت کے بعد ہونی چاہیے اور مقدور بھر کوشش کے بعد اللہ پر اچھا گمان رکھا جائے۔

بقیہ اعضا کا روزہ

ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضا کو حرام اور مکروہ کاموں سے محفوظ رکھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا (بنی اسرائیل: ۳۶)

کسی ایسی چیز کے پیچھے نہ لگو، جس کا تمہیں علم نہ ہو۔ یقیناً آنکھ، کان اور دل سب ہی کی باز پرس ہونی ہے۔

ہاتھ کسی ناجائز اور حرام کام میں مشغول نہ ہوں اور پاؤں کسی گناہ کی طرف نہ اٹھیں۔

اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (یٰس : ٦٥)

آج ہم ان کے منہ بند کیے دیتے ہیں، اِن کے ہاتھ ہم سے بولیں گے اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے کہ یہ دنیا میں کیا کمائی کرتے رہے ہیں۔

دل کا روزہ

دل کا حقیقی اور اعلیٰ روزہ یہ ہے کہ دنیوی افکار سے قلب کا روزہ ہو، اور ماسوااللہ سے اس کو بالکل ہی روک دیا جائے۔ البتہ وہ دنیا جو دین کے لئے مقصود ہو وہ تو دنیا نہیں بلکہ توشہ آخرت ہے۔

قلب کی حفاظت

چار چیزوں کی کثرت سے پرہیز کی جائے۔ طعام، کلام، نیند اور اختلاط، اور ان راستوں کی نگہبانی کی جائے جہاں سے دل کی بیماری لاحق ہونے کا خدشہ ہوتا ہے یعنی آنکھ، کان، زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کی جائے۔

رمضان کی آخری شب مغفرت کا پروانہ ہے

ہمیں لیلۃ القدر کی فضیلت تو یاد رہتی ہے اور ہونی بھی چاہیے اور اسے رمضان کی آخری تاک راتوں میں ڈھونڈنے (ترجیحا اعتکاف میں) کی کوشش بھی کرنی چاہیے لیکن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ اس حدیث کو بھی نہیں بھولنا چاہیے جس میں پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخشش کی جاتی ہے میری امت کی رمضان کی آخری رات میں، عرض کیا گیا یا رسول اللہ! کیا یہ لیلۃ القدر ہوتی ہے؟ فرمایا نہیں، بلکہ کام کرنے والے کی مزدوری اس کا کام پورا ہونے پر ادا کر دی جاتی ہے یعنی جب وہ پورے اہتمام سے حقیقی روزہ رکھتے ہیں تو مضان المبارک کی آخری شب اجرت اور انعام کے طور پر ان کی بخشش کر دی جاتی ہے۔

ہمیں یہ رات فضولیات اور خرافات میں نہیں بلکہ عبادات اور دوسرے نیک اعمال میں گزارنی چاہیے کہ معلوم نہیں پھر یہ رات ہمیں نصیب ہو یا نہ ہو۔

اللہ ہمیں روزے کی حقیقت اور اس کے مقصد کو سمجھنے کا فہم عطا فرمائے اور ایسا روزہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے جس سے ہم تقویٰ حاصل کر سکیں۔ اللہ ہمارے روزے قبول فرمائے اور ہمیں ان لوگوں میں شامل کرے جن کو روزے رکھنے پر بخشش کی بشارت دی گئی ہے۔ آمین یا رب العالمین۔

حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی *

شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے مکارمِ اخلاق کی رعنائی و دلربائی

حیات و خدمات جلد سوم سے اِقتباس

(۲)

کہاں سے ڈھونڈ کے لائیں کہاں تلاش کریں
جس آدمی میں ہو ایثار آدمی کے لئے
یہاں تو پہلے ہی قحط الرجال تھا لوگو!
اُصول پوچھئے اب کس سے زندگی کے لئے

سرگرم زندگی

مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے نہایت ہی سرگرم زندگی گزاری اور تادم آخر ملت، اُمت، انسانیت، علم اور فروغِ علم کی خدمت کے لئے وقف رہے۔ وہ اس وقت بھی اسلامی نصاب و نظامِ تعلیم کے حوالے سے آزاد اسلامی یونیورسٹی جامعہ دارالعلوم حقانیہ جیسی مرکزی دینی درسگاہ کے عہد عروج میں تدریس کا فریضہ انجام دے رہے تھے، اہتمام و انصرام کی عمدہ ترین صلاحیتوں سے مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے اپنے عہد میں ذرّہ کو آفتاب بنا دیا اور اسے آفاقی شہرت اور مقبولیت عطاء کی، جامعہ حقانیہ کے مؤسس و بانی شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کے زمانے میں دورۂ حدیث کے طلبہ کی تعداد ۱۵۰/ تک پہنچ چکی تھی جبکہ مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے عہد میں گذشتہ کئی سالوں سے ہر سال ۱۵۰۰/ فضلاءِ دورۂ حدیث کی دستار بندی ہوا کرتی تھی۔ علاوہ ازیں انہوں نے تقریباً مسلسل ۳۵/ سال تک پارلیمنٹ میں نفاذِ شریعت کی جنگ لڑی اور اعلائے کلمۃ الحق کا فریضہ انجام دیا۔

---

* مہتمم جامعہ ابو ہریرہ خالق آباد نوشہرہ

رعنائی و دلربائی

۱۳ر مئی ۲۰۱۵ء...... جامعہ اشرفیہ باجوڑی گیٹ پشاور میں بالائی منزل میں مولانا سمیع الحق تشریف فرما تھے، چاروں طرف علماء' اساتذہ' مشائخ اور صالحین کا ہجوم تھا۔ مولانا فضل غفور حقانی (ایم پی اے) بھی شریکِ محفل تھے، مجھے حضرت کے پاؤں دبانے کی سعادت حاصل تھی، حضرت اگرچہ بار بار بہ اصرار مجھے منع فرماتے رہے مگر میں پاؤں دبانے کو سعادت سمجھ کر خدمت میں لگا رہا، حضرت کے پاؤں' ہاتھوں اور انگلیوں کی لطافت و نزاکت کا وہی عالم تھا جو شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کا ہوا کرتا تھا...... ع گویا پنکھڑی اِک گلاب کی سی ہے۔

لوگوں کا رجوع، ہجوم، محبت، والہیّت اور وارفتگی کا بھی وہی منظر تھا جو شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کا احقر نے آخرِ عمر میں دیکھا تھا، بڑھاپے، علالت اور عوارض کے باوصف، چہرے کی رونق، حسن و جمال کا منظر اور گفتگو کے لب ولہجہ کا بانکپن بھی وہی تھا جو جوانی میں ہوا کرتا تھا۔

میں محوِ دید تھا، محوِ سماع بھی اور محوِ حیرت بھی، اس عالمِ حیرت میں شبلی نعمانیؒ کے اشعار گنگنانے لگا......

اسلاف کے وہ اثر ہیں اب بھی — اس راکھ میں کچھ شرر ہیں اب بھی
اس حال میں بھی روشن وہی ہے — دن ڈھل بھی گیا تپش وہی ہے
اس جام میں ہے شراب باقی — اب تک ہے گُہر میں آب باقی
گو خوار ہیں طرز و خُو وہی ہے — مرجھا گئے پھول، بو وہی ہے

تسامح و انتباہ، تربیت کا انوکھا انداز

اپنے زمانہ طالب علمی ہی سے شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق شہیدؒ سے اخذ و استفادہ اور خدمت و محبت کا بہت ہی قریبی تعلق رہا اور ۱۹۸۲ء میں جب دارالعلوم حقانیہ میں تقرری ہوئی پھر تو میرے تمام درسی و تدریسی اُمور، معاملات، خدمات، قلمی کاوشیں ان ہی کی رہنمائی، سرپرستی، مشاورت اور بھرپور نگرانی میں انجام دی جاتی رہیں۔ مولانا کے مزاج میں جمال کے ساتھ ساتھ جلال کا پہلو بھی چلتا رہا۔ ناموافق اور ناگوار اُمور میں بعض اوقات جلالی کیفیات غالب ہوجایا کرتی تھیں۔ مگر عموماً اس کا اظہار بھی وہاں ہوتا تھا جہاں شدید ضرورت پڑتی تھی، مگر جلال میں بھی جمال ان کے کنٹرول میں ہوتا تھا۔ ابھی غضب، ابھی غصہ، ابھی طیش، اور اسی لمحہ اسی مغضوب کے ساتھ محبت، پیار

اور بے تکلفیاں۔مگر مجھے حضرت کے ساتھ طویل ملازمت، صحبت، خدمت، رفاقت میں کبھی بھی نگاہِ غضب تو بڑی بات ہے ''ترچھی آنکھ'' سے دیکھنے، تیور چڑھائے بات کرنے، منہ پھیرے ناراضگی کا اظہار کرنے یا کسی بھی بڑی سے بڑی غلطی اور کوتاہی پر کرخت لہجے، اور بے رُخی گفتگو کا سامنا نہیں کرنا پڑا، یہ اُن کا بڑا پن تھا، وسعت ظرف، کمالِ شفقت اور عمدہ ترین تربیت کی محبت بھری ادائیں ہیں جو ہمیشہ یاد رہتی ہیں۔

ہاں! ایک مرتبہ مجھے ڈانٹا بھی گیا اور زبردست سرزنش بھی ہوئی، ہوا یوں کہ جب ''الحق'' چھپ کر آیا تو انتخابِ مضامین سے لے کر پروف ریڈنگ تک میں زبردست تساہل ہوا تھا جہاں سے بھی پڑھا جاتا اور جس صفحے پر بھی نظر پڑتی، مرتب کی غفلت، تساہل اور لاپرواہی کی غمازی ہوتی تھی، حضرت شہیدؒ کی شدید مصروفیت کی وجہ سے ''الحق'' کا تمام تر کام میرے ذمہ تھا، اگر مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی جگہ میں ہوتا تو خدا جانے ''مرتب'' کا کیا حشر کرتا مگر قربان جاؤں شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق کی اداؤں پر، انہوں نے نہ تو مجھے اپنے ہاں بلایا، اور نہ خود باز پرس کی، نہ ڈانٹا اور نہ کنایہ وطنز میں مجھے میری غیر ذمہ دارانہ حرکت پر کوسا، مجھے اپنی غلطیوں کا اندازہ نہیں تھا اور نہ مجھے اس سلسلہ میں پہلے سے کوئی آگاہی ہوئی تھی اور نہ میں نے خود اپنی غلطیاں محسوس کی تھیں۔

احقر ''الحق'' کے دفتر میں داخل ہوا، سلام کیا تو مولانا سمیع الحق نے معمول کے مطابق بڑی خندہ روئی سے جواب دیا۔چند لمحے بعد مولانا کے داماد اور ''الحق'' کے انچارج شفیق الدین فاروقیؒ نے مجھے اشارہ سے اپنے قریب بلایا میں ان کے میز کے قریب پہنچا تو وہ احتراماً کھڑے ہوگئے اور پوچھا: ''نیا الحق دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا: ابھی دیکھ رہا ہوں''۔

فرمایا: اب کے بار بڑا عجیب کام ہوا ہے، ''الحق'' کے ہر صفحے میں کتابت کی غلطیوں کی بھرمار ہے، ادب واحترام اور شرم وحیاء سے وہ اپنی نگاہیں جھکائے ہوئے تھے، وہ نہ کہتے ہوئے بھی سب کچھ کہے جارہے تھے ہر مضمون کا کمزور معیار اور پروف کے ہر ہر صفحے کی غلطیوں کی نشاندہی کر رہے تھے۔ان سے قدرے فاصلہ پر قریب میں مولانا سمیع الحق شہیدؒ تشریف فرما تھے، میں سمجھ گیا مجھے جو کچھ کہا جارہا ہے وہ اُدھر اُن کو سنوایا جارہا ہے گویا وہ ازخود نہیں کہہ رہے بلکہ کہلوایا جارہا ہے۔

مولانا شہیدؒ اضیاف کے ساتھ محوِ گفتگو بھی تھے، مہمانوں میں گھرے ہوئے تھے مگر کان اِدھر تھے جو کچھ اور جس انداز سے کہا جارہا تھا اُدھر وہ سب کچھ سنا جارہا تھا، شفیق بھائی نے دس پندرہ منٹ لئے، میں پانی پانی ہوگیا، دل میں خیال آتا تھا ابھی مولانا نے تبصرہ کردیا تو کیا بنے گا؟ مگران کے صبر

وحوصلہ اور تسامح کے قربان، انہوں نے سب کوتاہیوں سے آنکھیں بند کرلیں، سنی اَن سنی کردی، اشارۃً کنایۃً کسی بھی موقع پر کوئی تعریض نہیں کی۔ مگر تربیت، تنبیہ اور سرزنش کا یہ انداز صرف ان کے ہاں دیکھا وہ اپنی اس صفتِ خاص میں ممتاز تھے جو قدرت نے انہیں ودیعت کر رکھی تھی۔

تربیت بھی اور تشجیع بھی

۱۹۸۵ء کے الیکشن میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ؒ قومی اسمبلی کے اُمیدوار کی حیثیت سے نامزد ہوئے، الیکشن مہم شروع ہوگئی جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے اساتذہ، خدام اور متعلقین کی جماعتیں کمپین کے لئے تشکیل ہوئیں۔

مجھے استاذِ مکرم حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے اپنے ساتھ لے لیا۔ جہانگیرہ میں جلسہ تھا جہانگیرہ کے علماء' عمائدین اور معززین مدعو تھے، رسمی کاروائی کے بعد شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق کے اشارہ پر مجھے تقریر کے لئے بلایا گیا۔ احقر نے کوئی آدھ گھنٹہ بیان کیا، میرے بعد مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا خطاب تھا، انہوں نے اپنی تقریر کا آغاز اِن الفاظ میں کیا:

> ''آپ حضرات نے مولانا عبدالقیوم حقانی کا مفصل اور مدلل بیان سنا، مولانا حقانی شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے تلمیذ خاص اور جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے فاضل اور مدرس ہیں، مولانا حقانی کی طرح حضرت کے تلامذہ ہزاروں کی تعداد میں ملک اور بیرونِ ملک، دین اسلام کی خدمت اور علومِ نبوت کے فروغ میں مصروفِ کار ہیں''۔

بظاہر اگرچہ یہ چند جملے ہیں مگر میرے لئے کام' مشن اور اہداف کے حوالے سے بھرپور کام کی انگیخت کا ایک مؤثر وسیلہ بن گئے، میں نے چند جملے کیا سنے کہ اس کے بعد اپنے موضوع پر دلائل' خطاب کے مؤثر بنانے کے لئے مواد اور الفاظ و اشعار کے انتخاب میں شوق بڑھ گیا، اگلی تقریر اس سے بہتر ہوئی، پھر ہر تقریر پہلی تقریر سے بہتر بنتی رہی، میری تقریری صلاحیتیں متحرک ہوگئیں ۸۵ء کا الیکشن ختم ہوا تو میرا ایک اچھے خطیب کی حیثیت سے تعارف ہوگیا۔

جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے شعبہ تصنیف وتالیف **موتمر المصنفین**

کی تمام مطبوعات حاصل کرنے کیلئے اس پتے رابطہ فرمائیں

موتمر المصنفین جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نوشہرہ - 0315-9898998

سید حبیب اللہ شاہ حقانی
ملاوی افریقہ

آہ! متاعِ دین دانش لٹ گئی

۲ نومبر کا دن صرف پاکستان کے لیے نہیں، بلکہ عالمِ اسلام کے لیے ایک المناک سانحے کا دن ہے، یہ دن ایک المناک سانحے اور جاں گداز المیہ کی حیثیت سے یاد رہے گا، اسی دن سفیرِ امن، حریمِ نبوت کے پاسبان، حقانی خاندان کا گل سرسبد، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے لختِ جگر، علمائے دیوبند کے نظریات کے امین، اردو ادب کے صاحبِ طرز ادیب، سیاست و قیادت کے آفتاب و مہتاب اور برصغیر پاک وہند کے عظیم اسلامی آزاد یونیورسٹی کے چانسلر، ہمارے شیخ، مرشد، مربی اور محسن شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق رحمہ اللہ کو کسی بدبخت اور شقی نے اپنے گھر میں خنجروں سے وار کر کے شہید کرلیا اور یوں چند لحظوں میں جمعہ کے آفتاب غروب ہونے سے قبل آفتابِ علم وسیاست غروب ہوگیا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

لپٹ لپٹ کے گلے مل رہے تھے خنجر سے
بڑے غضب کا کلیجہ تھا مرنے والوں کا

شہادت کے مرتبہ پر فائز ہونا بہت بڑی سعادت ہے اور یہی حضرت شیخ شہیدؒ کی دیرینہ آرزو اور تمنا بھی تھی، احقر راقم الحروف کو اپنے استاد و محسن شارحِ صحیح مسلم حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ کی برکت سے اکثر حضرت شیخ شہیدؒ کے مجالس میں حاضری کی سعادت نصیب ہوتی تھی اور ان مجالس کے مزے لوٹتے ہوئے حضرات اساتذہ کی باہمی علمی ادبی گفتگو محفوظ کرتا، جو ماہنامہ ''القاسم'' میں ''ساعتے با اہلِ حق'' کے عنوان سے قسط وار چھپتے رہتے، ان مجالس کا ایک مجموعہ ''ساعتے با اہلِ حق'' کے نام سے کتابی شکل میں بھی شائع ہوا ہے، ان مجالس میں آپ کو اکثر جہاد، شہادت اور شہداء کا ذکر ملے گا، کیوں کہ حضرت شیخ مجاہدین کے پشتیبان تھے اور اکثر مجاہدین ان سے مشورہ طلب کرنے آتے تھے۔ شہداء کے ذکر کے بعد اکثر شہادت کی تمنا فرماتے، گویا شہادت کے لیے سراپا انتظار تھے۔

وہ آئیں قتل کو جس روز چاہیں
یہاں کس روز تیاری نہیں ہے

حضرت شیخ شہیدؒ تو اپنی مراد پا گئے، مگر ملت کا صبر و سکون ساتھ لے گئے، آج کون ہے جو اشکبار نہیں؟ کون ہے جس کا کلیجہ کٹا نہیں؟ پورے ملک بلکہ پورے عالمِ اسلام میں کہرام مچا ہے کہ ہمارے محبوب اور محسن کو ہم سے چھینا گیا، جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے در و دیوار پکار رہے ہیں کہ ہمیں بامِ عروج تک پہنچانے والے معمار بچھڑ گئے، جمعیت علمائے اسلام اور دارالعلوم حقانیہ کے ہزاروں طلبہ و فضلاء پر سکوتِ مرگ طاری ہے کہ ان کا سالار داغِ مفارقت دے گئے، آج زمین و آسمان نوحہ کرتے ہیں، ہر چہار سو ماتم بچھ گئی ہے، انسانیت کا پرچم سرنگوں ہو گیا ہے، قصرِ ملت میں زلزلہ برپا ہے، کہ ہمارے دلوں کی دھڑکن بند ہو گئی، ہاں! وہی دل جو ملتِ اسلامیہ کے لیے ہر آن دھڑکتا تھا، ہاں! اسی دل اور سینے کو چھریوں سے چھلنی کر دیا گیا، آہ! آہ! آہ!

سنا ہے عشق کی معراج پنہاں ہے شہادت میں
چھری لاؤ ہمیں بھی اپنی قسمت آزمانے دو

عوام و خواص زبانِ حال و قال دونوں سے کہہ رہے ہیں کہ متاعِ دین و دانش لٹ گئی، علم و عمل کی بساط الٹ گئی، فضیلت، سیادت اور قیادت کی مسند خالی ہو گئی، یتیموں اور بے کسوں سے ان کا مشفق و مربی چھین لیا گیا، عالمِ اسلام ایک دیدہ ور رہنما سے ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت شیخ شہیدؒ کو اس قدر ظاہری و باطنی کمالات سے نوازا تھا کہ اس صحیح ادراک اس مختصر مضمون میں ممکن نہیں ......

ع سفینہ چاہیے اس بحرِ بے کراں کے لیے

ہر طبقہ میں ان کی پہچان الگ تھی، میڈیا والے انہیں ''ممتاز عالم دین'' اور ''سیاست دان'' کی حیثیت سے جانتے ہیں، مجاہدین انہیں اپنے مشفق اور محسن سرپرست کی حیثیت سے، طلباء ایک مدبر مہتمم اور شفیق استاد و اتالیق کی حیثیت، حکمران انکی حق گوئی و بیباکی سے خائف، ادیب انکی بذلہ سنجی پر فدا، مگر حضرت شیخ شہیدؒ کی ایک ایک ادا اپنے اندر ''شیوہ ہائے بسیار'' رکھتی تھی، الغرض! ع جو بیچتے تھے دوائے دل دکان اپنی بڑھا گئے

حضرت شیخ شہیدؒ اکابر علمائے دیوبند کے علوم و معارف کے امین تھے، ان کا کوئی مجلس، کوئی درس، کوئی تقریر، کوئی تحریر اکابر کے تذکروں سے خالی نہیں تھی، شہدائے بالاکوٹ سے بے پناہ محبت تھی، ان کا ذکر نہایت جوش و خروش سے فرماتے، مردان میں اسی قافلے کے شہداء کے اجتماعی قبر ''سنگر بابا'' کے نام سے مشہور ہے، اکثر وہیں تشریف لے جاتے، دو تین مرتبہ احقر کو بھی ساتھ جانے کی سعادت حاصل ہوئی ہے ایک مرتبہ شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ اکوڑہ خٹک تشریف لائے تھے تو ان کو بھی وہاں لے گئے تھے، اس کی رپورٹ ''الحق'' اور ''القاسم'' میں تفصیل سے احقر نے لکھی تھی۔

حضرت شیخ شہیدؒ فرماتے تھے کہ جہاں آج دارالعلوم حقانیہ قائم ہے، یہیں شہدائے بالاکوٹ نے پڑاؤ ڈالا تھا، ان کے یہاں قیام کی برکت ہے کہ یہیں سے اللہ تعالیٰ نے دو سپر پاور (روس اور امریکہ) کو شکست سے دوچار کیا اور ان کا غرور خاک میں ملا دیا۔

حضرت شیخ شہیدؒ کی زندگی کی دو بڑی آرزویں اور تمنائیں تھیں ایک تفسیر ''تفاسیر امام لاہوری'' مکمل کرلوں اور اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیا جاؤں تو ''تفاسیر امام لاہوری'' بغل میں ہو۔ فرماتے ہم اپنا وقت پورا کر چکے ہیں اب اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اور ٹائم میں کچھ وقت دے دو کہ یہ تفسیر مکمل کرلوں، ۲۶ پارے مکمل فرمائے تھے، دل کی سرجری ہوئی تھی اسی حالت میں بھی تفسیر پر کام فرما رہے تھے، سفر میں بھی ساتھ رکھتے تھے، بالخصوص اسفارِ حرمین شریفین میں۔ دوسری تمنا یہ تھی کہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی نئی جامع مسجد اور نئی بلڈنگ جس پر تعمیراتی کام تیزی سے جاری ہے کو مکمل ہوتے دیکھ لو۔ مسجد تو تکمیل کے مراحل میں ہے، لیکن نئی بلڈنگ ابھی تیار نہیں ہوئی تھی کہ داعی اجل کو لبیک کہا، بہرحال! تجری الریاح بما لا تشتھی السفن

حضرت شیخ شہید کی صحبت میں بیتے ہوئے ایام اور ساعات زندگی کا بہترین سرمایہ ہے، ان کی شہادت کا غم بہت زیادہ ہے، زبان وقلم اس کے بیان سے قاصر ہیں، اس سانحے کی جگہ کوئی دولت، کوئی طاقت، کوئی سانحہ کوئی حادثہ، کوئی انقلاب نہیں لے سکتا۔

ترا دردا اتنا بڑا حادثہ ہے کہ ہر حادثہ بھول جانا پڑے ہے

حضرت شیخ شہیدؒ کی مجلس کی ایک ایک بات اور ایک ایک ادا رہ رہ کر یاد آرہی ہے اور دل خون کے آنسو روتا رہتا ہے......

میں سناؤں حالِ دل اب قابلِ بیاں نہیں
زخم کدھر کدھر نہیں درد کہاں کہاں نہیں
اب محفل سخن میں بھی لطف سخن نہیں
دل انجمن نہیں تو کہیں انجمن نہیں

اللہ تعالیٰ حضرت شیخ شہیدؒ کے قبر پر کروڑوں لاکھوں رحمتیں اور انوارات نازل فرمائیں اور امت کو ان کا نعم البدل نصیب فرمائے آمین وماذلك على بعزيز

مولانا محمد اسلم زاہد، لاہور *

مولانا سمیع الحق شہیدؒ، علم و حلم کے سمندر

معروف سکالر و سیرت نگار اور دسیوں کتابوں کے مصنف
حضرت مولانا محمد اسلم زاہد کی دلچسپ اور ایمان افروز تحریر

تو مجھے سب سے پہلے ان کے آخری لمحات کے حالات جاننے کی تمنا ہوتی ہے کہ حادثے کے بعد ان کو کچھ دیر تڑپنا پڑا یا فوراً لبیک کہتے ہوئے اللہ سے جا ملے؟ مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی شہادت کی خبر دینے والے نے پہلے صرف انکی دنیا سے رخصتی اور حملہ کی خبر دی تو حسب معمول غم اور تفکر کے ساتھ ایک گونہ سکون ہوا کہ ان کی دیرینہ تمنا پوری ہوگئی، شہادت نصیب ہوئی اور وہ اس وقت اپنے خالق و مالک سے محو کلام ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو دیکھ کر مسکرا رہے ہیں اور وہ اللہ کو دیکھ کر مسکرا رہے ہیں، میں چشم تصور سے اللہ کو تو نہ دیکھ سکا تاہم مولاناؒ کا چہرہ بشرہ دیکھا ہوا تھا، اسے میں نے بخوبی پہچان لیا اور میری زبان پہ بے ساختہ جاری ہوا: ......

وُجُوۡهٌ يَّوۡمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ (القیامۃ: ۲۲، ۲۳)

''اُس دن بہت سے چہرے شاداب ہوں گے، اپنے پروردگار کی طرف دیکھ رہے ہوں گے''

میں نے مولانا کو صرف تصویروں اور ویڈیو میں دیکھا تھا، آج مجھے لگا، میری برسوں کی ملاقاتیں ہیں، میری کتابوں اور مضامین پر ان کی خوشی اور تشجیعات کے پیغامات آئے، انکی عظمت کے پیش نظر ان کو فون بھی نہ کرسکا، لیکن یہ عقیدت تھی جو سامنے آگئی اور یہ تعلیمات رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان تھا جس نے ان مناظر سے محظوظ کیا۔ شہداء کی موت، اس کے بعد انکی خوبصورت ترین زندگی کا یقین، مطالعۂ قرآن اور درس گاہوں کے فیض نے اس قدر بڑھا دیا ہے کہ وہ علماء، مدرسین، خطباء، حفاظ اور داعیانِ اسلام جو اپنے فرائض منصبی ادا کرتے ہوئے مرتے ہیں یا مارے جاتے ہیں اور اپنے

---

* معروف سکالر و سیرت نگار و مصنف

مشن پر قائم زندگی کی حالت میں موت کو گلے سے لگاتے ہیں، وہ سیدھا جنت جاتے ہیں، نیک روحیں ان کا استقبال کرتی ہیں اور خاص فرشتے ان کی روح کو لے کر علیین میں جاتے ہیں۔

میں بچپن سے مولانا کی تحریریں پڑھ رہا ہوں ہمارے گاؤں میں ''الحق'' جاتا تھا، ایک عرصہ سے ''القاسم'' نے ان سے جوڑے رکھا تھا میں محسوس کرتا رہا وہ چومکھی لڑنے والے مجاہد تھے۔ میں ابھی قرآنِ کریم حفظ کر رہا تھا، اس کے مفاہیم سے واقف نہ تھا، ان ایام سے ہی افغانستان اور اس کے بعد پاکستان، پھر دنیا کے مختلف گوشوں سے یہ خبریں مسلسل سن رہا ہوں کہ دین اسلام کی ترویج واشاعت نفاذِ شریعت اور داڑھی اور پگڑی کے جرم میں موت کے گھاٹ میں مسلمانوں کو اتارا جا رہا ہے، اس لیے علماء کی شہادت میرے لیے کوئی نئی، تعجب خیز، حیران کن اور دردانگیز نہ رہی۔

قارئین! آپ کو میرے اس نظریے سے اختلاف بھی ہوسکتا ہے تاہم مجھے کامل یقین ہے کہ جتنے اہل ایمان بھی، کسی بھی دینی شعبے میں محنت کر رہے ہیں سب شہادت کے راستے پہ چلے ہوئے ہیں، آگے قسمت ہے ہمارے مولانا سمیع الحقؒ کی طرح ان کی یہ تمنا پوری ہوجائے یا حاجی عبدالوہابؒ کی طرح بستر پر موت آجائے۔ جیل کی کال کوٹھڑیوں میں ڈال دیا جائے یا اسے نان جویں کے لیے ترسا دیا جائے، میڈیا کے ذریعے اسے سیاسی موت مارا جائے یا اس کے مقصد زندگی کو بدنام کیا جائے، بہرصورت یہ کسی نہ کسی حملے کا نشانہ ہیں اور مولاناؒ نے تو کوئی محاذ خالی نہیں چھوڑا، وہ کیسے بچتے، انکو تدریس، تعلیم، نفاذِ شریعت، جہاد، تحریر وتقریر اور دعوت وتبلیغ کے محاذوں پر بیک وقت کھڑا رہنے کی وجہ سے ہر قسم کے دشمنوں کی توپوں کا سامنا تھا، چھریوں کے ذریعے ان کو مارنے والے بہت پچھتائے کہ اس خون ناحق کے لیے تو عالمی طاقتیں بے تاب ہیں، ہم نے یہ جرم کیا تو کیوں کیا؟

اے علماء اور دین اسلام اور خصوصاً مسلک حقہ اہل سنت سے وابستہ دوستو! اپنے ساتھیوں کی ناقدری چھوڑ دو! ہماری صفوں کا ایک ایک آدمی ہیرا ہے، ہر ایک کی قدر کرو، نورانی قاعدہ پڑھانے والی کی بھی اتنی ہی عزت ہے جتنی بخاری شریف پڑھانے والے کی ہے، اس لیے کہ یہ دونوں ایک ہی ربّ کے سپاہی ہیں۔ مولانا شہیدؒ سب کو جمع کرتے رہے، ایک ایک کو بلاتے رہے، اس لیے کہ اپنی اپنی جگہ باطل کے خلاف ایک ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر صف آراء ہیں۔ مسجدوں میں فضائل اعمال کی تعلیم کرنے والے اور تبلیغی اجتماعات کے اندر لاکھوں لوگوں میں بیان کرنے والے اس لحاظ سے یکساں قابل قدر ہیں کہ دونوں ایک ہی گاڑی کے ڈبے ہیں۔ سب کا احترام ضروری ہے اور ان کی زندگی میں ضروری ہے۔ ایک ٹاک شو میں مولانا حافظ حسین احمد (جمعیۃ علماءِ اسلام کے رہنما) نے

فرمایا: ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم تعریف وتوصیف کے الفاظ اور کسی کی خدمات اور محنتوں کے اعتراف کرنے کے لیے اس کی موت کا انتظار کرتے ہیں، اس کی زندگی میں اس کا ساتھ دینا تو کیا نصیب، چند جملے بھی اس کے کام کی توصیف کے لیے بولنا ہمارے لیے مشکل ہوتا ہے، ہاں! جب وہ مر ہی جائے تو ہمارے ہونٹ بھی حرکت میں آجاتے ہیں، قلم بھی چل پڑتا ہے، جلسے بھی ہوتے ہیں اور سیمینار بھی۔شہید علماء ومجاہدین کی شان میں اکثر یہ شعر پڑھا جاتا ہے ....

جس دھج سے کوئی مقتل میں گیا وہ شان سلامت رہتی ہے
یہ جان تو آنی جانی ہے، اس جان کی کوئی پرواہ نہیں

اسے میں اس طرح سمجھا ہوں کہ دور حاضر میں ہر وہ شخص مقتل میں ہے جو دین کی کسی بھی محنت میں شریک ہے، اس لیے کہ اس مشن کی کوئی قسم ایسی نہیں ہے جہاں اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر نہ جانا پڑے، ہر ایک ہی نشانے پر رہتا ہے اور ہر ایک ہی لائق قدر ہے، حضرتؒ کی شہادت کے بعد میں نے اس کی سوانح کو پھر سے دیکھا، ''الحق'' کی فائلوں میں انکے مضامین کا مطالعہ کیا تو میرا یہ دعویٰ اور مضبوط ہوا کہ وہ علم وحلم کا سمندر تھے ان دونوں صفات کے ساتھ وہ مسلم امہ کو یک جا کر رہے تھے اور کچھ کر گئے تھے اس کے ساتھ اپنے اہل مسلک کو ایک جگہ لا رہے تھے اسی جدو جہد اور آرزو سے نبرد آزما تھے کہ بلاوا آگیا ......

مرنے کے بعد ہوتی ہے محسوس اب کمی بزمِ ادب میں اب شعلۂ مستعجل دگر نہیں

مولانا لقمان الحق حقانی *

محبت اور تعلق کا عظیم سرمایہ میری زندگی کی خوشیوں کا خزانہ

حضرت والد محترم الحاج مولانا اظہار الحق "خان گل رحمہ اللہ" کے اوصاف وکمالات

احقر العباد (مولانا لقمان الحق حقانی) شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کے درخشاں گلشن عظیم درسگاہ دارالعلوم حقانیہ میں اپنے شفیق عم محترم (اباجی شہید رحمہ اللہ کے زیر سایہ اور زیر تربیت اور اپنے والد محترم خان گل رحمہ اللہ کی خصوصی نظر و پرورش میں درس نظامی سے فراغت کے بعد اپنی مادر علمی کی خدمت میں کوشاں ہوں، درس وتدریس کی ذمہ داری کے ساتھ ساتھ نظامت کی خدمت میں مصروف ہوں اس "کاروان حق" کے ادنیٰ فرد کی دین واشاعت میں اپنی کاوش کا ثمرہ والد مرحوم خان گل رحمہ اللہ کے سر ہے، جنہوں نے انگلی پکڑ کر چلانے سے درس پڑھانے تک کا سفر طے کروایا۔

والد محترم جناب الحاج مولانا اظہار الحق صاحب رحمہ اللہ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے تھے، دارالعلوم کے ناظم مالیات اور مطبخ وتعمیرات کے نگران اعلیٰ تھے اپنے والد گرامی کے لگائے ہوئے گلشن کی تعمیر وترقی، تزئین وآرائش اور دیگر متنوع خدمات میں آخر دم تک مصروف عمل رہے۔

حضرت والد ماجد رحمہ اللہ اخلاص وللّٰہیت کے پیکر، تواضع، عاجزی وانکساری، امانت، دیانت، صبر واستقامت، سادگی، بے نفسی کا مجسم نمونہ اور پیکرِ صدق واخلاص تھے، چونکہ آج کل ان صفات کی حامل شخصیات ناپید ہوتی جارہی ہیں، تاہم خال خال ان صفات سے متصف بعض شخصیات اب بھی پائی جاتی ہیں، جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں ان صفات کا مثالی نمونہ میرے والد محترم بھی تھے، جنہوں نے تقریباً آدھی سے زیادہ زندگی دارالعلوم حقانیہ کے دفتر اہتمام ومحاسبی میں گزاری۔

والد مرحوم نے دارالعلوم حقانیہ کے تعمیراتی امور اور اکاؤنٹس کی تمام اہم ذمہ داریاں سنبھال رکھی تھی، خواہ وہ مطبخ کا شعبہ ہو یا تعمیرات کا یا کوئی اور شعبہ وہ ہر وقت پیش پیش نظر آتے تھے۔

---

* مدرس وانچارج شعبہ کتب خانہ، جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

ان کے اوصاف حمیدہ میں ایک صفت یہ بھی تھی کہ دارالعلوم حقانیہ کے ہر ایک ملازم پر نظر رکھتے تھے، خواہ صفائی والے ہوں یا کوئی اور، یہی وجہ تھی کہ انتظامی امور کے شعبے میں آپ ۱۹۸۹ء سے لیکر بستر علالت تک، اپنی خدمات سرانجام دیتے رہے اور جملہ اساتذہ، ملازمین بشمول حضرت مہتمم دارالعلوم حقانیہ کا ان پر بھرپور اعتماد تھا۔

مالیاتی امور اور حضرت مہتمم صاحب کی اجازت

ایک دفعہ مجھے احقر (لقمان الحق حقانی) کو کچھ رقم کی اشد ضرورت پڑی تو میں حضرت والد محترم (جو کہ دارالعلوم حقانیہ کے ناظم مالیات تھے) کے پاس اِسی بنیاد پر گیا اور ان سے مخاطب ہو کر کچھ رقم ادھار لینے کا تقاضا کیا، جس کے جواب میں حضرت حاجی صاحب نے فرمایا کہ جا کر مولانا سمیع الحق صاحب جو کہ اسی ادارے کے سربراہ ہیں اور انہوں نے مجھے یہ ذمہ داریاں سونپی ہیں، میں ان کی اجازت کے بغیر مدرسہ کا ایک پیسہ بھی کسی کو نہیں دے سکتا، جا کر ان سے لکھوا کر لے آئیں تو تب پیسے دوں گا۔

دارالعلوم حقانیہ کے اشیاء میں حزم واحتیاط

والد مرحوم دارالعلوم کے ناظم مالیات تھے مگر ان سب کے باوجود انہوں نے کبھی پروٹوکول نہیں لیا، بلکہ ناظمِ مالیات ہوتے ہوئے بھی لنگر کا مستقل چکر لگاتے، وہاں پر پلاسٹک اور گھی کے ڈبوں سے لیکر بوریوں تک سارا خام مال جمع کراتے، دوبارہ اِس کو بیچ کر اس رقم کو دارالعلوم میں جمع کرواتے۔ اسی طرح تعمیرات کے دوران بھی سیمنٹ کی بوریوں سے لیکر خام مال سریے تک گن گن کر اٹھاتے اور محفوظ مقام پر رکھتے اور پھر اُسے بیچ کر وہی پیسے دارالعلوم میں جمع کراتے۔

والدین کی خدمت

انسان کا اپنی زندگی میں جو محبوب ترین خزانہ ومتاع ہوتا ہے وہ والدین ہوتے ہیں والدمکرم کے والدین (شیخ الحدیث مولانا عبدالحق نوراللہ مرقدہ اور والدہ محترمہ) ان کیلئے عزیز خزینہ تھے، وہ اپنے والدین کے نہایت تعظیم واکرام فرماتے اور ان کی ہر بات کی اطاعت اور ان کی خوشنودی کا پورا پورا خیال رکھتے۔ ہر وقت ان کی خدمت میں حاضر باش رہتے تھے۔ والد مرحوم نے اپنی زندگی میں والدین کی بھرپور خدمت کی، داداجان حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحمہ اللہ جب ہسپتال میں داخل تھے تو والد محترم باوجود کاروباری مشاغل کے مستقل ہسپتال جاتے اور ساری رات ہسپتال میں گزارتے ہوئے اپنے عظیم والد ماجد کی خدمت فرماتے، اسی طرح صبح سویرے جب دارالعلوم میں معمولات کا آغاز اپنے والد صاحب کے قبر پر حاضری سے کرتے، سورۃ یٰسٓ کی تلاوت فرماتے اور ایصال ثواب کے بعد جامعہ کے امور میں

مشغول ومنہمک ہوجاتے۔

تربیت اولاد

والد مکرم اپنے بچوں کی دینی تربیت کا بھرپور خیال رکھتے تھے جس طرح وہ اپنے بچوں کے ساتھ حسن سلوک فرماتے تھے اوران پرنہایت مہربان بھی تھے، تاہم دینی امور وہ اپنے بچوں کو پابند کراتے تھے اوراس حوالہ سے وہ رواداری اور نرمی کے حامی نہ تھے، بچپن ہی سے اپنے تمام بچوں اور بچیوں کیلئے دینی تعلیم وتربیت کا اہتمام فرمایا، اسی طرح نماز کی پابندی کی تلقین اورنہ کرنے پر ڈانٹ، اخلاق کوسنوارنے کی تلقین اور بداخلاقی کے مظاہرے پر ڈانٹ، تمام امور میں اپنے بچوں کی حسن تربیت فرمائی۔والد محترم سراپا محبت تھے، ہر کوئی سمجھتا کہ وہ ان کا زیادہ محبوب ہے، بڑا بیٹا ہونے کے ناطے مجھ پرخصوصی نظر کرم تھی اور تمام امور میں میری حوصلہ افزائی فرماتے۔اسی تربیت کا نتیجہ ہے کہ انہوں نے ہمیں دینی علوم کی طرف مائل رکھا اوراب الحمدللہ احقر اور برادرم عرفان الحق دینی علوم سے وابستہ ہیں۔

نام ونمود سے دوری

والد مرحوم کونام ونمود سے دوری بلکہ نفور تھی، جلسہ دستار بندی کے موقع پر جب ان کی کرسی کوسٹیج پر رکھا جاتا توتھوڑے وقت کیلئے انتظامیہ کا دل بہلانے کیلئے آجاتے اور پھر چپکے سے واپس دفتر پہنچ جاتے، اورمدرسہ کے کاموں میں لگ جاتے، ایک ایسا شخص جسکی شب وروز خدمت کی وجہ سے ہزاروں فضلاء فارغ التحصیل ہورہے ہیں، مگروہ خودسٹیج پر بیٹھےاور کریڈٹ لینے کی بجائے دارالعلوم کے کاموں میں لگ جاتے۔

حرمین سے محبت وعقیدت

والد مرحوم کی حرمین شریفین سے بے پناہ محبت وعقیدت تھی یہی وجہ ہے کہ انہوں نے کل سترہ عمرے اورحج ادا کئے تھے، انہیں حج اور عمرہ کے مسائل پرمکمل عبور حاصل تھا، حرمین شریفین کے علاوہ کسی دوسرے ملک جانے یا چھٹیاں لینے کی کوئی ترتیب نہیں تھی۔

نماز باجماعت کا اہتمام

گرمی، سردی، دھوپ اور بارش میں بھی باجماعت نماز کا اہتمام فرماتے اورخصوصاً نماز فجر کے بعد گھر میں بلند آواز سے سورۃ یٰسین، سورۃ رحمٰن اوروظائف وغیرہ کی تلاوت فرماتے، شدید بیماری اورعلالت کے دوران بھی راقم الحروف کوحکم دیتے کہ امامت کیلئے آؤ اورنماز باجماعت پڑھتے، حالانکہ زندگی کے آخری لمحات میں بیماری کے باوجود جمعہ کے دن یاد دلاتے کہ مجھے لے جاؤ تاکہ باجماعت نماز مسجد میں پڑھ سکوں۔

رمضان کے علاوہ روزوں کا اہتمام

والد مرحوم رمضان کے علاوہ شوال، شعبان اور محرم میں نفلی روزوں کا باقاعدگی سے اہتمام فرماتے، والد مکرم کی اس عمل کو دیکھ کر اس عمل خیر کو اپنی زندگی کا معمول بنایا، اللہ تعالیٰ اس عمل کو میرے والد محترم کے رفع درجات کا وسیلہ بنادے اور مجھے بھی اس عمل خیر پر استقامت اور دوام کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین

بے مثال صبر وتحمل

والد صاحب عجز وانکساری اور صبر وتحمل کے پیکر تھے، بیماری کے دوران جب سخت تکلیف شروع ہوجاتی تو جب تک برداشت کرنے کی سکت ہوتی گھر کے کسی فرد کے سامنے اس کا اظہار نہ فرماتے۔ آخری چار سال بیماری میں بھی راقم یا والدہ پوچھتی کہ حاجی صاحب کیسے ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے اور فرماتے الحمدللہ ٹھیک ہوں، حالانکہ ایک مہینہ شدید بیمار رہے۔

مہمان نوازی

والد مرحوم جب صحت مند تھے تب بھی مہمانوں کیلئے انتظام وانصرام خود فرماتے، مگر بیماری کی حالت میں جب وہ غنودگی میں ہوتے تب بھی کوئی مہمان آتا تو فوراً پوچھتے کہ مہمانوں کیلئے تواضع کا اہتمام کیا گیا ہے یا نہیں؟

خاندان واقرباء کا اعتماد

والد مرحوم پر تمام خاندان میں ایک الگ مقام رکھتے تھے، غمی وخوشی، بچوں کے رشتے اور دیگر وفیات میں سارے خاندان والے ان سے مشورہ لیتے تھے، کسی کی وفات پر قبر کی کھدائی کے انتظام سے لیکر مہمانوں کی ضیافت تک سارے کاموں میں پیش پیش رہتے جس کی وجہ سے خاندان والوں کا ان پر بھرپور اعتماد تھا۔

حیوانات پر شفقت

صرف انسان ہی نہیں بلکہ حیوانات تک کو بھی تکلیف میں دیکھنا ان کیلئے گوارا نہ تھا، وفات سے کچھ عرصہ قبل تک اپنے گھر میں دودھ وغیرہ ضروریات کو پورا کرنے کیلئے گائے اور بھینس وغیرہ کے پالنے کا اہتمام فرماتے، جن کیلئے باقاعدہ ایک ملازم مقرر تھا جو ہمہ وقت ان جانوروں کی خدمت پر مامور رہتا، اس کے باوجود صبح گھر سے نکلتے ہوئے اور پھر عصر کی نماز سے فراغت کے بعد مسجد ومدرسہ سے واپس آتے ہوئے جانوروں کے پاس جاکر کافی دیر تک خود دیکھتے کہ صحیح طریقہ سے جانوروں کے چارہ وپانی وغیرہ کا بندوبست ہوچکا ہے یا نہیں؟ اور جب تک ان کو خود تسلی نہ ہوجاتی کسی دوسرے کام میں مشغول نہیں ہوتے تھے۔

تروایح اور ختم القرآن میں شرکت

رمضان المبارک میں تروایح کے دوران ختم قرآن میں شرکت کا سلسلہ آخر تک جاری رہا، آخر سال بیماری کی وجہ سے گھر میں حافظ کو بلا کر ختم قرآن کا اہتمام فرمایا، بیماری کے دوران بھی کھڑے ہو کر تروایح پڑھتے۔

جو ملے کھاؤ اور شکر ادا کرو

دسترخوان پر جو چیز بھی مہیا ہوتی ان کو بغیر کسی نقص نکالے تناول فرماتے اور یہی تعلیم ہمیں بھی دیتے کہ جو بھی چیز کھانے میں میسر ہو تو پروردگار کا شکر ادا کر کے کھاتے رہو۔ گویا حضرت حاجی صاحب قرآن مجید کی اس آیت لئن شکرتم لأزیدنکم پر پورا پورا عمل پیرا تھے۔

عجز وفقر

حضرت حاجی صاحب جب بھی کھانا تناول فرماتے تو بسا اوقات سامنے باسی روٹی آجاتی (دوسری وقت کی بچی ہوئی روٹی) تو اسی سے ابتداء کرتے۔

غنودگی کی حالت میں حافظہ کی کیفیت

بیماری کی انتہاء کے دنوں میں اکثر حالت غنودگی رہتی اور ہوش میں بھی آتے تو کسی کو پہچاننے سے قاصر تھے، انہیں دنوں میں خالہ جان آئی تو انہوں نے کہا کہ "خان لالا" دعائے قنوت پڑھئے! تو والدہ محترمہ نے دھرانے کیلئے پڑھنا شروع کیا تو ایک لفظ غلط پڑھا، فوراً والد صاحب نے کہا ایسے نہیں ایسے پڑھو اور پوری دعا پڑھوادی۔

ہسپتال کے آخری ایام

والد مکرم ویسے تین چار سالوں سے صاحب فراش تھے اور شدید سے شدید تر بیماری کے باوجود وہ ہر لحہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا فرماتے، کبھی زبان قال پر شکایت کا کوئی حرف نہ لاتے۔ اچانک بیماری میں شدت آنے کے بعد فوری طور پر نارتھ ویسٹ ہسپتال پشاور میں داخل کرایا گیا، ہسپتال میں والد مکرم سترہ دن تک زیر علاج رہے، یہ میری لئے سعادت اور خوش قسمتی تھی کہ آخر دم تک اُنکے ساتھ رہا اور اُنکی خدمت کی سعادت حاصل ہوئی اور انہوں نے بیماری کی آخری آیام میں بھی خوب دعاؤں سے نوازا، میرے علاوہ والد مکرم کی خدمت برادر مکرم مولانا عرفان الحق حقانی اور ڈاکٹر حسیب الحق نے بھی خوب کی، وفات سے چند منٹ قبل راقم نے انکی سرہانے سورۃ نباء کی تلاوت کی اور بردرم مکرم مولانا عرفان الحق اور برادرم ڈاکٹر حسیب الحق نے سورۃ یٰسین کی تلاوت کی۔ بلا آخر یہ پیکر خدمت ۴؍فروری کورات ۵۵:۱۰ پر اس دار فانی سے کوچ فرمائے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

ڈاکٹر سید حسنین احمد ندوی

اسلام ایک فلاحی دین

اسلام ان مصنوعی مذاہب یا خیالی فلسفہ حیات میں سے نہیں ہے جو سوشل ورک، سماجی خدمات اور دوسروں کے ساتھ تعاون وہمدردی کے رویہ کو محض قابلِ توصیف اور لائق ستائش سمجھتے ہیں؛ بلکہ اسلام اپنی اصل کے اعتبار سے ہی ایک فلاحی دین ہے، اس کا خمیر ہی خلق خدا کی خدمت اور اس کی فلاح وبہبود سے اٹھا ہے، یہی وجہ ہے کہ اسلام اپنے ماننے والوں کو اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ وہ اپنی ہی نہیں؛ بلکہ دوسروں کی بھی فکر کریں اور یہ فکر صرف مادی آسودگی تک محدود نہیں ہونی چاہیے؛ بلکہ روحانی تشنگی کا ازالہ بھی اس میں شامل ہو اور اس تصور خیر میں اس نے صرف فانی دنیا ہی نہیں؛ بلکہ لافانی آخرت کو بھی شامل رکھا ہے؛ اس لیے خود پیغمبر اسلام کا یہ حال تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری توانائی، تمام تر صلاحیتیں اور انتھک جدوجہد اس راستہ میں صرف ہوتی تھیں کہ کس طرح بچھڑی ہوئی مخلوق کو اس کے خالق سے ملا دیں تاکہ اس کا نصیب جہنم کے دہکتے شعلے نہیں بلکہ جنت کے جانفزا جھونکے بن جائیں، اس سوچ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح حرز جاں بنایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی کے ہو کر رہ گئے اور اپنے آپ کو بھی فراموش کر دیا، اسی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے قرآن میں کہا گیا ہے:

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلَىٰ آثَارِهِمْ إِن لَّمْ يُؤْمِنُوا بِهَٰذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا (الکهف: ٦)

”اگر وہ ایمان نہ لائے تو کیا آپ ان کی خاطر اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالیں گے؟“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شب و روز اسی فکر وعمل میں بسر ہوتے کہ کس طرح خلق خدا کی خدمت کی جائے اور ان کے مسائل کو حل کیا جائے، اس میں امیر و غریب، بچے بوڑھے اور مرد و عورت کی کوئی تخصیص نہ تھی اور نہ ہی ان کے درمیان کوئی تفریق برتی جاتی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدمت کے معاملہ میں مکمل عالم انسانیت کو ایک خاندان کا درجہ دیا اس طرح کہ تمام انسانوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیال اللہ قرار دیا اور ہر اس شخص کو لائق تکریم، جو اللہ کے عیال کی کسی بھی طرح خدمت کرتا ہے چنانچہ فرمایا:

الخلق كلهم عيال الله وأحب خلقه إليه أنفعهم لعياله (مجمع الزوائد:۱۳۷۰۷)

''ساری مخلوق اللہ کی عیال ہے اور اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ وہ ہے جو اس کے عیال کے لیے فائدہ مند ہو۔''

فارس کے عظیم جنرل رستم نے جب اسلام اور ان کے آنے کے مقصد سے متعلق سوال کیا تو ربعی بن عامر رضی اللہ عنہ نے اس حقیقت کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

جئنا لنخرج العباد من عبادة العباد الیٰ عبادة رب العباد ومن ضيق الدنيا إلٰى سعة الآخرة ومن جور الأديان إلٰى عدالة الإسلام (البداية والنهاية: ۷)

''ہم اس لیے آئے ہیں کہ انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے نکال کر اس کے رب کی بندگی تک پہنچا دیں، دنیا کی تنگی کے مقابلہ میں آخرت کی وسعت سے آشنا کریں اور مذاہب کے ظلم کے مقابلہ میں اسلام کے عدل سے روشناس کریں۔''

اسلام نے انسان کی عظمت و بڑائی کے لیے معیار اس چیز کو بتایا ہے کہ ان سے لوگوں کو کس قدر فائدہ پہنچ رہا ہے، لہٰذا جو دوسروں کے لیے جتنا نافع ہوگا وہ اتنا ہی بہتر تصور کیا جائے گا۔

خَيْرُ النَّاسِ أَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ (مسند الشهاب: ۱۲۹)

اسلام کا اصل مشن ہی چونکہ خدمت خلق ہے اس لیے اس نے خادم ومخدوم کے روایتی تصور کو بالکل ہی بدل دیا، اس نے قائد، لیڈر، سردار اور ذمہ دار کو مخدوم کی بجائے خادم بنا دیا؛ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سيد القوم خادمهم (جامع المسانيد والمراسيل: ۱۳۱۰۳)

''قوم کا سردار تو قوم کا خادم ہوتا ہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تعلیم صرف قولی ہی نہیں؛ بلکہ عملی بھی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدمت خلق کی صرف دعوت ہی نہیں دی؛ بلکہ اس کا عملی نمونہ بھی پیش کیا، حضرت خبابؓ ایک جنگی مہم پر مدینہ سے باہر گئے ہوئے تھے ان کے گھر پر کوئی مرد نہیں تھا اور عورتیں دودھ دوہنا نہیں جانتی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ اُن کے گھر جا کر دودھ دوہ دیا کرتے تھے، اسی طرح ایک مرتبہ ایک پاگل لڑکی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم مدینہ کی کسی بھی گلی میں بیٹھو میں تمہاری مدد ضرور کروں گا، خدمت خلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتیازی وصف

تھا، اس کی جھلک صرف بیرونِ خانہ ہی نہیں، بلکہ درونِ خانہ بھی دیکھی جا سکتی ہے، حضرت اسود رضی اللہ عنہ نے جب حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر میں کیا معمول تھا؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر والوں کی خدمت میں رہا کرتے تھے، نماز کا وقت آتا تو نماز کے لیے چلے جاتے تھے۔

خدمت خلق کا معاملہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کتنا اہم تھا اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو عبادات کیساتھ خدمت خلق کی باضابطہ تلقین فرمایا کرتے تھے اور یہ چاہتے تھے کہ آپکے ساتھی دوسروں کیلئے سراپا خیر اور بھلائی کا سرچشمہ بن جائیں، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی خبر جب حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو انھوں نے صورت حال معلوم کرنے کے لیے اپنے بھائی کو مکہ بھیجا، مکہ سے واپسی پر انھوں نے ابوذر غفاریؓ کو یہ تفصیل بتائی: رأيت يأمر بمكارم الأخلاق میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ اعلیٰ اخلاق کا حکم دیتے ہیں، حضرت عبداللہ بن سلامؓ بیان کرتے ہیں کہ وہ پہلا ارشاد جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا وہ یہ تھا: ’’سلام کو عام کرو، کھانا کھلایا کرو اور صلہ رحمی کیا کرو‘‘۔ ایک اور حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسکین کو کھانا کھلانا اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہے‘‘ (کنز العمال)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان تعلیمات اور اس نہج پر اپنے ساتھیوں کی تربیت کا نتیجہ تھا کہ حضرات صحابہ کرامؓ میں خدمت خلق کا جذبہ اس طرح رچ بس گیا کہ ان کی زندگیاں اس جذبہ سے معمور ہو گئیں اور یہ چیزیں اس طرح ان میں سما گئیں جیسے پھولوں میں خوشبو، چندا میں چاندنی اور شفق میں لالی، اس کا نتیجہ تھا کہ یہ حضرات جہاں بھی رہے غریبوں کی دستگیری، مصیبت کے ماروں کی اعانت، مہمانوں کی ضیافت اور محتاجوں کی خدمت، آپ حضرات کا خاص مشغلہ رہا، یہی ان کا مشن تھا، انھوں نے زندگی اپنے لیے نہیں بلکہ دوسروں کے لیے جیا، ضرورت مند ان کی تلاش میں نہیں نکلتے؛ بلکہ آپ حضرات ضرورت مندوں کی تلاش میں سرگرداں رہتے، اسکی مثالوں سے تاریخ وسیر کی کتابیں بھری پڑی ہیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ جب آپؓ خلیفہ بنے تو مدینہ کی ایک بچی آپ کے پاس آئی اور افسردگی کے ساتھ کہنے لگی: اب آپ خلیفہ بن گئے ہیں ہماری بکریوں کا دودھ کون دوہے گا؟ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قسم کھا کر کہا: میں پہلے کی طرح اب بھی یہ کام کروں گا، میری خلافت اس میں رکاوٹ نہیں بنے گی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے سینوں میں خدمت خلق کی جو شمع روشن کی تھی اس کی تابانی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی فرق نہیں

پڑا اور خلیفہ ہونے پر بھی خدمت خلق کا مشن بدستور جاری رہا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ وہ اپنے آپ کو امیر المومنین نہیں، بلکہ اجیر المومنین یعنی مومنوں کا مزدور کہا کرتے تھے اور ہمیشہ ضرورت مندوں کی حاجت روائی میں لگے رہا کرتے تھے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی دولت رفاہ عام کے کاموں کیلئے تقریباً وقف تھی، حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی خدمت خلق کے جذبہ سے اس طرح سرشار تھے کہ آپؓ کے در سے کوئی سوالی خالی ہاتھ نہیں جاتا تھا، آپ کا معروف قول ہے کہ جنت اس شخص کی مشتاق رہتی ہے جو اپنے بھائی کی حاجت روائی میں مصروف رہتا ہے، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض ہے کہ دنیا سماجی فلاح اور معاشرتی بہبود سے آشنا ہوئی، سوشل ویلفیئر Social welfare کا چرچا عام ہوا اور فلاحی مملکت کے قیام کا راستہ ہموار ہوا، اسلام میں خدمت خلق پر اس قدر زور اس لیے دیا گیا ہے کہ یہ معاشرہ میں استحکام اور امن وامان کے قیام کو یقینی بناتا ہے، لہٰذا جو سماج یا ملک اس جذبہ سے جتنا محروم ہوگا وہاں اسی حساب سے جرائم کی زیادتی، معاشی عدم مساوات، قتل وغارت گری اور خودغرضی ونفس پرستی کا دور دورہ ہوگا۔

وہ چیزیں جو نت نئے مسائل کو جنم دیتی ہیں، ان میں جھوٹے اور مصنوعی دین ومذاہب سر فہرست ہیں، جن کے پیشوا مذہب کے نام پر لوگوں کو اپنا غلام بناتے ہیں، یہ اپنے فائدے کے لیے نت نئی رسمیں ایجاد کرتے ہیں اور ان کے ذریعہ لوگوں کا استحصال کرتے ہیں، یہ لوگوں سے نہ صرف ان کے مال واسباب بلکہ ان کی عزت وآبرو تک لوٹ لیتے ہیں اور یہ سب کچھ مذہب کے نام پر، انھوں نے اپنے کھوٹے مذاہب کو افیون کی شکل دے دی ہے کہ اس کے زیر اثر آنے والا اپنے دھرم گروؤں کے آگے بلا چوں چرا سر تسلیم خم کر دیتا ہے، وہ صاحب علم ہو کر بھی نرے جاہل کی سی حرکت کرتا ہے اور عقل ودانائی رکھتے ہوئے بھی بے عقلی ونادانی کا مظاہرہ کرتا ہے، ان مصنوعی مذاہب نے لوگوں کو ذہنی وجسمانی طور پر اپنا غلام بنانے کے علاوہ ان کے درمیان نفرت وعداوت کی آگ بھڑکا رکھی ہے، انھوں نے انسانوں کو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا ہے اور انھیں وہ ایک دوسرے سے متصادم رکھتے ہیں تاکہ لوگ صحیح صورت حال کا ادراک نہ کر پائیں، ان دھوکہ باز مذہبی رہنماؤں کی غلامی کو اپنے لیے اعزاز وافتخار سمجھیں اور اسی میں مست رہیں، اس نے بھی لوگوں کے مسائل میں کوئی کم اضافہ نہیں کیا ہے، اس لیے کہ اس کی وجہ سے لوگ باہم متصادم رہتے ہیں، جس کی وجہ سے وہ امن وچین سے محروم ہیں، ان کی توانائیاں اور صلاحیتیں منفی چیزوں میں ضائع ہوتی ہیں، اسلام کا عالم انسانیت پر سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ اس نے باطل خداؤں، دھوکہ باز آقاؤں سے انسان کو نجات دلوایا اور

حقیقی خالق تک ان کی رہنمائی کی، جہاں سب برابر ہیں، رنگ ونسل اور زبان وعلاقہ کی بنیاد پر کوئی تفریق نہیں ہے، سب ہی اللہ کے بندے ہیں اور سب ہی برابر ہیں۔

معاشرہ میں عام طور پر زندگی گزارنے کے لیے لوگوں کو جن چیزوں کی شدید ضرورت پڑتی ہے وہ گنتی کی چند چیزیں ہیں جن میں قابل ذکر یہ ہیں: کھانا، کپڑا اور مکان۔

انسان کی ضرورتوں اور حاجتوں میں کھانے کا حصول سب سے اہم ہے، غریبوں، مسکینوں، مسافروں یہاں تک کہ طالب علموں کے لیے بھی کھانے کا حصول ایک بڑا مسئلہ ہے، اسلام نے انسان کی اس اہم اور بنیادی ضرورت کی مختلف طرح سے تکمیل کی ہے، سب سے پہلے تو اس نے ہر صاحب حیثیت اور مالدار کو اس بات پر اُبھارا اور مختلف طرح سے اس کی ترغیب دی کہ وہ بھوکوں کو کھانا کھلائیں اور اس عمل پر زبردست اجروثواب کا وعدہ کیا:

فَكُلُوا مِنهَا وَ اَطعِمُوا البَآئِسَ الفَقِيرَ (الحج:۲۲)

”خود بھی کھائیں اور تنگ دست محتاج کو بھی کھلائیں۔“

وَيُطعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسكِينًا وَّيَتِيمًا وَّاَسِيرًا (الدھر:۸)

”وہ اللہ کی محبت میں مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں“۔

یہ اجروثواب کا وعدہ ان لوگوں کے لیے ہے جو اس پر قادر ہوں اور جو لوگ اس پر قدرت نہیں رکھتے ہوں تو ان کے لیے یہ حکم ہے کہ دوسروں کو اس کی ترغیب دیں اور اس کام کے لیے انھیں آمادہ کریں، اس صورت میں وہ بھی اس کار خیر میں برابر شریک ہوں گے اور انھیں بھی اس پر اجر ملے گا؛ لیکن اس عمل کو ترک کر دینے کی صورت میں وہ عذاب کے مستحق ہوں گے، یہ اسلئے بھی کہ اللہ نے مالداروں کے اموال میں فقراء اور مساکین کا حصہ رکھا ہے، اگر وہ اسکی ادائیگی نہیں کرینگے اور غرباء بھوکے ونگے زندگی گزارنے پر مجبور ہو جائیں گے تو اللہ کی جانب سے اس پر انکا سخت محاسبہ ہوگا۔

إن الله فرض للفقراء من أموال الأغنياء قدر مايسعهم وإن منعوا هم حتى يجوعوا أو يعروا حاسبهم الله حسابًا شديدًا (تاريخ بغداد: ۸۷۳)

خالق کائنات کی عظمت کا اعتراف اور خلق خدا پر شفقت ورحمت یہ اسلام کا وہ بنیادی پیغام ہے جسے نظر انداز کرنے کی نہ صرف مذمت کی گئی ہے بلکہ اس کیلئے سخت عذاب کی وارننگ بھی دی گئی ہے۔

اَرَءَيتَ الَّذِى يُكَذِّبُ بِالدِّينِ ○ فَذٰلِكَ الَّذِى يَدُعُّ اليَتِيمَ ○ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ

الْمِسْكِيْنِ (الماعون:۱-۳)

''تم نے دیکھا اس شخص کو جو آخرت کی جزا و سزا کو جھٹلاتا ہے، وہی تو ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا۔''

وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ (الفجر:۱۸)

''اور مسکینوں کو کھانا کھلانے پر ایک دوسرے کو نہیں اُکساتے۔''

انسان کی اہم اور بنیادی ضرورتوں میں کھانے کے بعد لباس کا نام آتا ہے، جس کی فراہمی کے لیے اسلام میں مختلف طریقے اختیار کیے گئے ہیں اور کھانے کے ساتھ ساتھ لباس کا باضابطہ ذکر کیا گیا ہے:

وَ لَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِیْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِیٰمًا وَّ ارْزُقُوْهُمْ فِیْهَا وَ اكْسُوْهُمْ وَ قُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا (النساء:۵)

''وہ مال جسے اللہ نے تمہارے لیے قیام حیات کا ذریعہ بنایا ہے نادان لوگوں کے سپرد نہ کرو؛ البتہ انھیں کھانے اور پہننے کی لیے دو۔''

فَكَفَّارَتُهٗۤ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِیْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِیْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ (المائدہ:۸۹)

''قسم توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو اوسط درجہ کا کھانا کھلاؤ جو اپنے گھر میں کھانا کھلاتے ہو یا انہیں کپڑا پہناؤ۔''

کھانے اور کپڑے کا معاملہ چونکہ کافی اہم ہے، اس لیے اسلام نے اس پر خاص طور پر زور دیا ہے تاکہ محروم افراد کے لیے ضروریات کی تکمیل کے لیے کوئی نہ کوئی شکل نکل جائے اور معاشرہ میں کوئی بھوکا ننگا نہ رہے، اس عام تعلیمات کے علاوہ اسلام نے سماج کے ایسے طبقوں کی جانب خاص طور پر توجہ دلائی ہے جو کسی طور پر اپنی بنیادی ضرورتوں کی تکمیل میں دشواری محسوس کرتے ہوں یا اس سے محروم ہوں، ان طبقوں میں اہم درج ذیل ہیں:

یتیم: اسلام نے کھانا کھلانے کی جہاں بھی ترغیب دی ہے اس میں یتیم کا خاص طور پر ذکر کیا ہے، اسے ایک بڑا کارِ خیر قرار دیا گیا ہے اور اس پر زبردست اجر و ثواب کا وعدہ کیا ہے، اس کے علاوہ ان کے تحفظ، بہتر نشو ونما، اچھی تعلیم و تربیت اور ان پر خصوصی شفقت کا حکم دیا ہے؛ تاکہ باغ انسانیت کے یہ پھول مرجھانے نہ پائیں، اگر وہ ایک مالی سے محروم ہوتے ہیں تو اس کی جگہ سیکڑوں مالی حرکت میں آئیں اور اس طرح سے دیکھ بھال کریں کہ اس کی خوشبو ساری امت کے مشام جاں کو معطر کردے،

تقریباً بائیس آیتیں قرآن میں ایسی ہیں جن میں یتیم سے متعلق خصوصی تعلیمات دی گئی ہیں۔

اس کے علاوہ کمزور و معذور، بیوہ، پڑوسی، مسافر اور ایسے مقروض جو اپنے قرض کی ادائیگی سے معذور ہوں، قوم انکی حاجت روائی اور خدمت کیلئے ہمیشہ کمر بستہ رہے اور انھیں کبھی بھی بے یار و مددگار نہ چھوڑے، تعاون اور خدمت کے سلسلہ میں ہر شخص کیلئے یہ عمومی حکم موجود ہے کہ وہ اپنے عزیز و اقارب کی ہر طرح سے تعاون کرتے رہیں، رشتہ داروں میں سب سے سرفہرست والدین ہیں، اسی طرح اسلامی معاشرہ کا تانا بانا اس طرح ترتیب دیا گیا ہے کہ اگر اسے مسلم معاشرہ میں ٹھیک طور پر برتا جائے تو وہاں کوئی بھوکا پیاسا یا بغیر پرسان حال نہیں ہوگا، ہر ایک کی خبر گیری کی جانی یقینی ہے؛ لیکن اگر اتفاق سے کوئی بدنصیب ایسا ہو کہ اس تک مدد کا کوئی ہاتھ نہ پہنچ پائے تو یہ اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ حرکت میں آئے اور اس کی داد رسی کرے، خدمت خلق کا یہ اسلامی درس صرف مسلمانوں تک ہی محدود نہیں؛ بلکہ اسمیں غیر مسلم بھی شامل ہیں؛ اسلئے کہ وہ بھی اللہ کی ہی مخلوق ہیں، چاہے وہ اس کا اعتراف کریں یا نہ کریں؛ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الخلق عیال کلهم عیال اللّٰہ وأحب خلقه الیه أنفعهم لعیالهم (طبرانی)

یہ ایک حقیقت ہے کہ عہد حاضر میں سماجی خدمات کی جانب کافی توجہ دی گئی ہے، اس کے لیے سوشیالوجی کے نام سے مستقل مضمون اسکول کالج میں متعارف کرایا گیا ہے، اور اس میں پی ایچ۔ ڈی کی سطح تک تعلیم دی جاتی ہے، اس کام کے لیے دنیا میں ہر جگہ ہزاروں این جی اوز قائم ہیں، جنھوں نے سماجی خدمات کو ہی اپنا مشن بنایا ہوا ہے، عام طور پر یہ تاثر دینے کی کوشش کی جاتی ہے کہ یہ خالص مغربی دریافت ہے؛ چنانچہ اس سلسلہ میں ان کی جانب سے یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ اس کار خیر کا آغاز برطانیہ کے بادشاہ ہنری Henry کے اس حکم سے ہوا جو اس نے ۱۵۳۱ء میں غرباء کی جانچ پڑتال اور ان کی مدد سے متعلق دیا تھا؛ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ اس سے صدیوں پہلے کسی شخصی امر کے ذریعہ نہیں بلکہ اس دین کے ذریعہ ہوا ہے جسے اللہ کے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے، اس میں خدمت خلق کوئی اضافی یا اخلاقی امر نہیں؛ بلکہ اس کے لیے وہ روح کا درجہ رکھتی ہے؛ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس دین کو قیامت تک کے لیے چن لیا ہے؛ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا اصول ہے کہ وہ نفع بخش چیزوں کو ہی قرار و دوام عطا کرتا ہے، خواہ وہ کوئی بھی ہو اور کچھ بھی ہو کہ: وَأَمَّا مَا يَنفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ (الرعد: ۷۱)

"لوگوں کو جو چیزیں فائدہ پہنچاتی ہیں ان کو ہی زمین پر قرار عطا ہوتا ہے۔"

آج مغرب کو ان کی سرکشی اور ضلالت وگمراہی کے باوجود جو حیران کن ترقیاں، آنکھوں کو خیرہ کردینے والا عروج اور ناقابل تسخیر قوت وشوکت عطا ہوئی ہے، اس کے پس پردہ ان کی نفع رسانی کی صفت بھی ہے؛ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ آج زندگی کا کوئی گوشہ اور کائنات کا کوئی چپا ایسا نہیں ہے جہاں انھوں نے اپنی نفع رسانی کی مہر ثبت نہ کی ہو، دنیا کو پتھر کے دور سے خلائی دور تک پہنچانے میں ان کا بلاشبہ بہت بڑا حصہ ہے۔

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ عہد حاضر میں مادیت کے طوفان اور خود غرضی کے عفریت نے اس طرح انسان کو جکڑ لیا ہے کہ وہ انسان ہو کر بھی انسانیت سے عاری ہے، ایسے ماحول میں مغرب نے آگے بڑھ کر انسانیت کی خدمت کا بیڑا اٹھایا، مجبور ومعذور اور بے کس و بے سہارا کو تعاون کی بیساکھی فراہم کی، مظلوم ومقہور اور بے در و بے گھر افراد کے آنسو پوچھنے کے جتن کیے اور کر رہے ہیں؛ لیکن ان کا یہ کام صرف انسانیت کی خدمت کے لیے نہیں جو کہ اسلام کا خاصہ ہے؛ بلکہ اکثر وبیشتر ان کے بہت سے خفیہ ایجنڈے بھی ہوتے ہیں جنھیں وہ اس کے درپردہ انجام دیتے ہیں؛ چنانچہ اس وقت مغربی این جی اوز جن ممالک میں بھی انسانی خدمات کا شوروم کھولے بیٹھے ہوئے ہیں، خواہ وہ پناہ گزینوں کے لیے کیمپ کا انتظام ہو یا پھر غریبوں کے لیے ہسپتال اور اسکول وکالج کا قیام اس کی آڑ میں عیسائیت کی تبلیغ، ملکوں کی جاسوسی اور مختلف طرح کے فتنوں کی نت نئی کاشت ان کا محبوب مشغلہ ہے، لہٰذا یہ ایک حقیقت ہے کہ انسانیت کی حقیقی اور بے لوث خدمت صرف اسلام کا حصہ ہے۔

اسلام کا نظام اکل و شرب
و فلسفہ حلال و حرام

افادات: حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ

امام ترمذی کی جامع السنن یعنی ترمذی شریف کے ابواب الاطعمۃ والاشربۃ کی نہایت موثر، دلنشین شرح، جدید عصری معلومات کی روشنی میں اسلام کے نظام اکل وشرب کے منفرد خصوصیات اور اسلام کے فلسفہ حلال وحرام پر اچھوتے انداز میں بحث۔

ضبط وترتیب : مولانا مفتی مختار اللہ حقانی ضخامت: ۴۵۰ صفحات

ملنے کا پتہ: موتمر المصنفین جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک 0315-9898998

ادارہ

افکار و تاثرات

مولانا محمد قاسم قاسمی، جامعہ قاسم العلوم بہاولپور، محمد ادریس، ہزلنگڈن لنکا شہر برطانیہ

مولانا عمر صدیق حقانی، تیمر گرہ دیر پائین)

حضرت مولانا سمیع الحقؒ کی شہادت پر متاثر کن اداریہ

عزیز القدر جناب مولانا راشد الحق سمیع صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی ،امید ہے کہ آپ تمام بھائی بہن اعزہ اقارب ہر طرح خیریت سے ہوں گے ۔ جنوری کے تازہ شمارہ ''الحق'' میں آپ نے اپنے والد صاحب مرحوم پر جو اداریہ تحریر فرمایا ہے اسے بار بار پڑھا، ہر دفعہ آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب امڈ آیا، آپ نے چند صفحات میں جس طرح خون جگر سے اپنے والد صاحبؒ کے حالات وواقعات تحریر فرمائے ہیں اس پر احقر آپ کی تحریر سے بہت زیادہ متاثر ہوا ہے، آپ کی تحریر سے ایسے معلوم ہوتا تھا کہ حضرت والد صاحبؒ کی روح آپ میں حلول کرگئی ہے،اللہ تعالیٰ نے بحمدہ تعالیٰ آپ کو تحریر کا بہت اچھا ملکہ عطاء فرمایا ہے آپ کی تحریر میں آمد ہے آورد نہیں ،ایسے معلوم ہورہا ہے کہ الفاظ آپ کے سامنے ہاتھ باندھے قطار اندر قطار کھڑے ہیں جو اپنی باری کا انتظار کررہے ہیں، بہرحال آپ کے انداز تحریر کی جتنی بھی تحسین کروں کم ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ تمام بھائیوں کو اپنے والد صاحب کا صحیح جانشین بنائے اور ان کی تمام خوبیوں کو آپ سب میں بدرجہ اتم پیدا فرمائے۔ حضرت مولانا حامد الحق صاحب وتمام بھائیوں و متعلقین کو بہت بہت سلام ۔عزیزان مولانا محمود قاسم قاسمی و مولانا مسعود قاسم قاسمی بھی ہدیہ سلام پیش کرتے ہیں۔ والسلام: محمد قاسم قاسمی (۲راپریل ۲۰۱۹)

ان کی حسین یادیں دل ودماغ پر ان منٹ نقوش چھوڑ گئیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! میرا نام محمد ادریس ہے، بہبودی حضرو اٹک علاقہ چھچھ سے تعلق ہے، عرصہ سات سال سے برطانیہ میں مقیم ہوں دارالعلوم حقانیہ میں مفتی غلام قادر نعمانی صاحب مدظلہ سے دو سال تخصص کیا ہے۔ مولانا سمیع الحق صاحبؒ کے اسباق میں بیٹھنے کا موقع ملا ہے، اپنے بیٹے کو مولانا کی المناک شہادت کا واقعہ بتایا تو اس نے میری تسلی کے لئے یہ لکھا میری کوشش ہوتی ہے کہ وہ کچھ نہ کچھ لکھے

تاکہ ذہن اس طرف راغب ہو ورنہ آپ کو علم ہے کہ مغرب کے کیا حالات ہیں؟

شیخ الحدیث شہید ناموس رسالت مولانا سمیع الحق صاحبؒ ایک خوددار اور نفیس شخصیت ۲۰۱۱ء میں حسب معمول استاد محترم جناب شیخ الحدیث مولانا عبدالسلام صاحبؒ اپنے قائد شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی ملاقات کیلئے تشریف لے گئے، آپکے ہمراہ اس سفر میں مناظر اسلام مولانا قاری چن محمد صاحب مدظلہ اور جمعیت علمائے برطانیہ کے رہنماء مولانا عبدالباری صاحب مدظلہ آف انگلینڈ اور دیگر رفقاء سفر بھی تھے، حضرت شہیدؒ بول نہیں موتی رول رہے تھے اور شیخ الحدیث مولانا عبدالسلام صاحبؒ کی باتوں سے محفل کشت زعفران بنی رہی، جب رخصت ہونے لگے تو مولانا عبدالسلام صاحبؒ کے ایماء پر مولانا عبدالباری صاحب مدظلہ (آف انگلینڈ) کچھ ہدیہ رقم کی شکل میں پیش کرنے لگے تو شہید ناموس رسالت شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق صاحبؒ فرمانے لگے کہ نہیں! نہیں! یہ کام ہم نے کبھی نہیں کیا۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالسلام صاحبؒ کے اصرار پر وہ رقم لے لی مگر ہاتھ میں لینے کے بعد پھر وہی رقم بطور ہدیہ مولانا عبدالسلام صاحبؒ کو عنایت کردی اور مولانا عبدالباری آف انگلینڈ سے فرمایا کل آپکی روٹی ہمارے ہاں ہے، چنانچہ دوسرے دن پرتکلف دعوت انکو کھلائی، انکی حسین یادیں دل ودماغ پر انمٹ نقوش چھوڑ گئے، رحمه الله رحم واسعة ذیل کے انگریزی زبان میں نظم میں میرے بیٹے محمد عقبہ عمر 9 سال نے آج استاد محترم شہید ناموس رسالت کو خراج عقیدت پیش کیا ہے، میری ننھی کلی کی معصومانہ کاوش ہے امید ہے قبول فرما کر اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں گے۔ والسلام: محمد ادریس (حالاً برطانیہ، ہزلنگڈن لنکا شہر برطانیہ)

۹ سالہ ننھے معصوم محمد عقبہ کا منظوم انگریزی خراج عقیدت

We will always remember, someone dearly loved,
He was a Great Leader A terrific Teacher An awesome author
Many looked up to him His students turning into scholars
We will always remember Someone that shone
He was a candle alight One that was on day and night
One beautiful Friday He went to meet his Lord
In the way he dreamt Prayed for, a Shaheed
All the corners of the earth wept Crowds came for his funeral
A Magnificent man had left this world A soul so significant
Men, women and children pray
We know you are in Jannah Because you strived for the Sunnah
Struggling to keep the law of Khatminabuwa
He was a terrific Teacher A great Leader

An awesome author
His students turning into scholars
What an educator
Brutally murdered, our hearts ache
We will never forget
We will always Remember

Molana SAMEE UL HAQ

حق گوئی و بیباکی مولانا سمیع الحق شہید کا وصفِ خاص تھا

محترم جناب اُستادمحترم شیخ الحدیث مولانا انوارالحق حقانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ (مہتمم جامعہ حقانیہ) استادزادے حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب (نائب مدیر جامعہ حقانیہ) و جملہ خاندان، امیر المومنین فی الحدیث شیخ الحدیث قائد شریعت حضرت مولانا عبدالحقؒ بانی ومؤسس جامعہ ہذا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی حفظ وامان میں رکھے ایک عالم دین کی موت پورے عالم کی موت ہے قائد جمعیت، شہید ملت اسلامیہ، استاذ المحدثین، استادی ومرشدی شیخ الحدیث مولانا سمیع الحقؒ کی شہادت ہمارے لئے غم وکرب ہے لیکن حضرت کیلئے سعادت اور حیات جاودانی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی شہادت کو قبولیت عطاء فرمائے ان کی شہادت امت مسلمہ کے لئے ایک بڑا سانحہ ہے انکی مقبولیت کا اندازہ انکے جنازے کے بے نظیر اجتماع سے کیا جاسکتا ہے۔

مولانا مرحوم کا جہاد اور شہادت سے دلی محبت تھی جسکی وجہ سے جہاد افغانستان میں بڑا کردار تھا۔ آپؒ اس حدیث کے مصداق تھے من جھزغازیاً فقد غزیٰ اور جس طرف سے جہاد کے آثار نمایاں ہوتے تھے تو اس کی تقویت کرنے کی کوشش کرتے اور ان مجاہدین کے بڑوں سے ملاقات کرتے اور ان کی حوصلہ افزائی اور مدد فرماتے اور حق گوئی و بے باکی ان کا خاص وصف تھا اُسے ڈنکے کی چوٹ بیان کرنا ان کا شعار تھا اور پاکستان کا امن اور سالمیت انہیں اپنی جان سے بڑھ کر عزیز تھی اور پاکستان میں پارلیمنٹ کے ذریعے اسلامی نظام نافذ کرنے کے خواہاں تھے اور علم، جہاد، تبلیغ، سیاست وتصوف کو ساتھ لیکر چلتے رہے۔ حضرت الاستاد کے لئے دنیا کے اطراف اکناف میں ہزاروں شاگردوں کا سلسلہ جس میں قائدین، مجاہدین، محدثین، مفسرین، مدرسین اور سینکڑوں تصانیف آپ کیلئے صدقہ جاریہ اور باقیات الصالحات ہیں اس غم وکرب میں آپ کے ساتھ برابر کا شریک ہوں۔ قضاء وقدر کے فیصلے کو تسلیم کرنا ہی پڑتا ہے موت کا جو وقت مقدر ہوتا ہے وہ کسی صورت میں بھی ٹل نہیں سکتا۔ اس لئے صبر کے سوا چارہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ حضرت کے جملہ تلامذہ معتقدین، کارکن، پسماندگان کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطاء فرمائے اور مولانا مرحوم کے قاتلوں کو ذلیل وخوار کریں اور ان کی شہادت کو شرف قبولیت عطاء فرمائے۔

(مولانا) عمر صدیق حقانی

(سرہ چنارونہ دوشخیل تیمرگرہ دیر پائین)

حافظ عبدالرحمٰن عارف اچکزئی

گلہائے عقیدت:

منظوم خراج عقیدت

اے مدبر، اے مفکر، اے مصنف الوداع

وہ محدث ،وہ مفسر وہ معلم اب کہاں ۔۔۔ علم ہی کے نور سے روشن کیا جس نے جہاں
وہ مدبر وہ مفکر وہ مصنف الوداع ۔۔۔ جو رہا دینی مکاتب کا ہمیشہ جانِ جاں
خادمِ دینِ متیں کا رتبہ عالی کیوں نہ ہو ۔۔۔ تھا وہ ایک علمی چمن کا سرپرست و پاسباں
ان کے علمی کارناموں کا بیان ممکن نہیں ۔۔۔ داستانِ علم کا، خود ہو گیا ہے داستاں
مردِ حق شیخ سمیع تھا علم کا مینار تھا ۔۔۔ انکی فرقت میں نہ روئیں کیوں زمین و آسماں
ان کی جرات اور قیادت کا زمانہ معترف ۔۔۔ ان کی ہر تقریر کا ہر لفظ تھا حق ترجماں
حاکمانِ وقت سے حق بات کہتا برملا ۔۔۔ پیکر اسلاف تھا سالار حق شعلہ بیاں
ایوان بالا میں شریعت بل کے وہ پہچان تھے ۔۔۔ مردحق شیخ سمیع، قاضی کلاچی روح رواں
کیا قیامت ہے سبھی خورد و کلاں ہیں اشکبار ۔۔۔ واہ! امیر محترم بھی ہوگیا خلد آشیاں
دشمنانِ ملک و ملت نے کیا ان کو شہید ۔۔۔ خارتھا دشمن کی آنکھوں کا وہ میرِ کارواں
تیرہ بختوں کی شقاوت بزدلانہ فعل ہے ۔۔۔ بوالہوس کے وار سے اف چل بسا شیخ زماں
کس روسیاہ نے شیخِ عالی کو ہٹایا راہ سے ۔۔۔ آسمانی آفتیں ان پہ ہی برسیں ناگہاں
کس قدر ظالم بھی تھا، انسان نماوحشی بھی تھا ۔۔۔ غم زدہ جس نے کیا اہلِ جہاں کو بے گماں
خوف طاری تا قیامت ہو نصیب دشمناں ۔۔۔ مردِ حق کا مشنِ عالی، بزمِ علمی جاوداں
یا الٰہ العالمین خیر البشر ﷺ کے واسطے ۔۔۔ ضرب غیبی سے بنادے وہ شقی عبرت نشاں
عارف دلگیر بھی ہے غم زدوں میں غم زدہ ۔۔۔ مردِ حق کے قافلے کا اک سپاہی ناتواں

☆ ☆ ☆

صاحبزادہ عبدالحق ثانی

دارالعلوم کے شب وروز

دارالعلوم کی جلسہ دستار بندی وتقریب ختم بخاری شریف

مورخہ ۲۸/مارچ ۲۰۱۹ء کو دارالعلوم حقانیہ میں تقریب ختم بخاری شریف اور جلسہ دستار بندی کا روایتی دینی و روحانی اجتماع منعقد ہوا مگر اس دفعہ اس دستار بندی و اجتماع کی نوعیت پہلے کی نسبت بہت مختلف تھی ،دراصل یہ مہتمم جامعہ حقانیہ شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی جدائی کے بعد پہلی دستار بندی تھی اوردورہ حدیث کے ۱۴۰۰ سوفضلاء اپنے محبوب استاداور انتہائی مشفق مربی ومہتمم کی اچانک جدائی وفراق پر یوں توپہلے دن ہی سے انتہائی غمزدہ اور پریشان تھے کیونکہ حضرت کے دروس میں جو علمی فصاحت و بلاغت اور رسوخ ہوتا تھا پھر عالمی حالات ومتعدد نئی کتابوں پر تبصرے اور موجودہ حالات واقعات پرآپ کے سیاسی بیانات سن کران میں نئی روح بیدار ہوتی تھی،سب سے بڑھ کر پڑھانے کا انداز بہت ہی شفقت بھرا ہوتا تھا،اسی لئے طلباء اور تمام شرکاء حضرت شہیدؒ کی جدائی وفراق دستار بندی کے موقع پر بہت زیادہ شدت کے ساتھ محسوس کررہے تھے کیونکہ اس تقریب کے مہمان خصوصی بلکہ دولہا حضرت مہتمم صاحبؒ کی انتہائی خوبصورت نورانی اور متاثر کن شخصیت ہوا کرتی تھی جنہیں دیکھنے کیلئے اِس بار آنکھیں ترس رہی تھیں۔بہرحال دردحزن اور وغم وفراق میں ڈوبی اس تقریب کا آغاز تلاوت کلام پاک سے شروع ہوا جس سے زخمی دلوں کوسکون ملا اور تقریب کا باقاعدہ آغاز ہوا۔اس موقع پر پندرہ سو (۱۵۰۰) سے زائد درس نظامی کے فضلاء متخصصین اور حفاظ کرام کی دستار بندی ہوئی۔تقریب کا آغاز بعداز نماز ظہر ڈیڑھ بجے زیرتعمیر جامع مسجد مولانا عبدالحقؒ کے صحن میں کیا گیا۔ بخاری شریف کا آخری تفصیلی درس حضرت مہتمم شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ نے دیا اوراپنا صدارتی خطاب فرمایا اورطلباء سے حسب روایت حلف لیا۔دارالعلوم کے نائب مہتمم مولانا حامدالحق حقانی صاحب نے اپنے خطاب میں ملک بھر سے آئے ہوئے ہزاروں فرزندان اسلام کاشکریہ ادا کیا ،اپنے خطاب میں شہید ناموس رسالتؐ حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے ادھورے مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کا عہد کیا اور اس ظلم و بربریت اوراس کے محرکات پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کی آمد پر ان کا خصوصی شکریہ ادا کیا،عظیم مقرر حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب اور حضرت مولانا سید یوسف شاہ صاحب نے اپنی جذبات تقاریر میں حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے قاتلوں کو یہ پیغام دیا کہ آپ نے اگر مہتمم دارالعلوم

حقانیہ مولانا سمیع الحق کو شہید کردیا تو اس پر تم خوش مت ہو، آج ہم نے مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے روحانی پندرہ سو ابناء اسلام کی حفاظت اور مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے مشن کو آگے بڑھانے کے لئے میدان علم وعمل میں بھیج دیئے ہیں۔ اجتماع میں شریک ہزاروں علماء، طلبا اور عوام الناس نے ان کے عظیم مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کا عہد کیا اور حضرت شہیدؒ کو بھرپور تحسینی نعروں سے یاد کیا۔ اس طرح تقریب میں سب سے زیادہ شرکاء دارالعلوم کے اس فاضل مولانا عرفان اللہ جعفر کی اس نظم پر روئے جس میں اس نے اپنے محبوب استاد و مہتمم کے فراق میں دلسوز انداز میں خراج تحسین وعقیدت پیش کی۔ اس طرح شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس صاحب مدظلہ نے بھی بڑی موثر تقریر فرمائی اور حضرت شہیدؒ کے رفع درجات اور قاتلوں کی بربادی کے لئے بڑی ہی رقت آمیز انداز میں کلمات کہے جس پر ہزاروں کا مجمع چیخ چیخ کر بارگاہ الٰہی میں آمین آمین کہتا ہوا بڑی دیر تک رویا۔ تقریب دستار بندی سے جمعیت علمائے اسلام (ف) کے امیر حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہ بھی تشریف لائے اور انہوں نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ میرا تعلق بھی دارالعلوم حقانیہ سے ہی ہے، یہیں سے فارغ التحصیل ہوں اور حضرت مولانا عبدالحقؒ اور حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ سے بہت ہی پرانا و دیرینہ تعلق رہا ہے، میں نے سوچا کہ اس دفعہ طلباء وفضلاء حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی جدائی پر افسردہ ہوں گے، میری شرکت سے ان کی ڈھارس بندھ جائے گی اور ان قوتوں کو بھی یہ پیغام دوں کہ جامعہ حقانیہ حضرت مولانا کی شہادت کے بعد اکیلا اور کمزور نہیں بلکہ تمام امت، قوم اور جمعیت علمائے اسلام اس کی پشت پر کھڑے ہیں۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس صاحب مدظلہ اور جامعہ کے شیوخ واساتذہ نے بھی خطابات کئے۔

مولانا حافظ راشد الحق مدظلہ کے صاحبزادے برادرم حافظ محمد احمد کی دستار بندی

مدیر ماہنامہ ''الحق'' عم محترم مولانا حافظ راشد الحق صاحب مدظلہ کے بڑے صاحبزادے برادرم حافظ محمد احمد نے جامعہ تحسین القرآن نوشہرہ سے تکمیل حفظ القرآن کی سعادت حاصل کی، انکی دستار بندی دیگر حفاظ وفضلاء کے ہمراہ حضرت مہتمم صاحب اور جامعہ کے شیوخ کے ساتھ ساتھ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہ اور حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی صاحب مدظلہ نے فرمائی۔

دارالعلوم کے سالانہ امتحانات اور تعطیلات

۳۰/مارچ ۲۰۱۹ء بروز ہفتہ سے جامعہ کے سالانہ امتحانات شروع ہوئے جس کی نگرانی حضرت مہتمم صاحب شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق صاحب نے فرمائی، ایک ہفتہ جاری رہنے کے بعد وفاق کے درجات کے امتحانات ۶۔ اپریل ۲۰۱۹ء کو شروع ہوکر ۱۱۔ اپریل تک جاری رہنے کے بعد امتحانات بخیروخوبی اساتذہ کرام کی نگرانی میں اختتام پذیر ہوئے۔

حضرت مہتمم مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ کی مصروفیات واسفار

۲۴ر فروری : ختم نبوت کا سالانہ اجتماع صوابی میں منعقد ہوا ،جس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی، حضرت مہتمم صاحب نے آخری دن کی آخری نشست میں خطاب فرمایا۔

۲۷ر مارچ: پشاور کی قدیم دینی درسگاہ جامعہ اشرفیہ پشاور کی تقریب دستار بندی منعقد ہوئی، حضرت مہتمم صاحب و نائب مہتمم صاحب کی شرکت ، دونوں نے خطاب کر کے طلبہ کرام کی دستار بندی فرمائی۔

۳ر اپریل کو مولانا غنی الرحمٰن کے مدرسہ حیات آباد تشریف لے گئے جہاں دستار بندی کے موقع پر علماء وعوام کے جم غفیر کو اپنے وعظ سے مستفید فرمایا طلبہ کرام کی دستار بندی فرمائی ۔

۶ر اپریل : پورے ملک میں وفاق المدارس العربیہ کے امتحانات شروع ہوئے ،حضرت مہتمم صاحب گزشتہ معمول کے مطابق تمام امتحانی مراکز کا (بوجہ علالت) دورہ تو نہ کر سکے لیکن اپنی نمائندگی کے طور پر جامعہ کے اساتذہ (بشمول مفتی بلال الحق مکی اور مولانا انعام الحق) کی ایک کمیٹی صوبے کے کئی امتحانی مراکز پر بطور معائنہ کار بھیجی اور خود بھی باوجود سخت علالت کے بعض قریبی سنٹرز پر تشریف لے گئے۔

۱۰ر اپریل: جامعہ حقانیہ کی سالانہ مجلس شوریٰ کا اجلاس منعقد ہوا،تمام اراکین مجلس شوریٰ نے بھرپور شرکت کی،حضرت مہتمم صاحب اور نائب مہتمم صاحب نے تمام اراکین کا پرتپاک استقبال کیا۔ جامعہ کا سالانہ سال گزشتہ کا خرچ اور آئندہ کا بجٹ مکمل میزانیہ کے ساتھ حضرت مہتمم صاحب نے سنایا اور تمام ارکان مجلس شوریٰ نے اپنی مفید آراء سے بھی نوازا۔

۱۳۔اپریل: شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ دو روزہ دورے پر کوئٹہ کچلاک تشریف لے گئے ، جہاں پر دارالعلوم جامعہ الاسلامیہ کچلاک ،جامعہ سراج العلوم کچلاک ،ضیاء العلوم سرانان اور فیض الرحمین کچلاک کے مدارس میں تقریبات سے مفصل خطاب فرمایا، خطاب میں مدارس کی اہمیت وعظمت اور دور حاضر میں درپیش مسائل پر سیر حاصل گفتگو فرمائی ، اس موقع پر بلوچستان کے سینکڑوں فضلاء حقانیہ نے دور دراز علاقوں سے تشریف لا کر حضرت مہتمم صاحب سے ملاقات کی ، اس سفر میں جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے شعبہ حفظ کے نگران اعلیٰ مولانا قاری شفیع اللہ حقانی ،مولانا بلال الحق مکی بھی ہمرکاب تھے۔

۱۶ر اپریل : حضرت مہتمم صاحب نائب صدر وفاق سالانہ امتحان کے پرچوں کی مارکنگ کے موقع پر ملتان تشریف لے گئے جہاں پر ممتحنین کے اجلاسوں کی صدارت فرمائی اور مارکنگ کیلئے مقرر سنٹرز جامعہ قاسم العلوم اور جامعہ خیر المدارس کا معائنہ بھی فرمایا اور مارکنگ کے عمل پر اطمینان کا اظہار فرمایا، چار دن کے قیام میں ممتحنین اعلیٰ ،امتحانی کمیٹی کے عہدیداران سے مختلف مسائل پر مشاورت ہوتی رہی۔

۱۷/اپریل: مولانا عبدالغنی صاحب کے مدرسہ اضاخیل میں ختم بخاری سے خطاب کرتے ہوئے طلبہ کی دستار بندی بھی فرمائی۔صبح کے وقت جامعہ ترتیل القرآن بابا کرم شاہ مسجد میں منعقد تقریب دستار بندی سے خطاب کرتے ہوئے طلبا کی دستار بندی فرمائی۔

۱۹/اپریل: تخت بھائی کے علاقہ شہزاد کلے کے مدرسہ البنات میں درس بخاری دیا،طالبات کو وعظ و نصیحت اور دعا سے مستفید فرمایا۔

۲۱/اپریل: جامعہ ابو ہریرہ خالق آباد ختم بخاری شریف میں تشریف لے گئے ،ختم بخاری شریف حضرت مہتمم صاحب نے فرمایا اور طلبہ سے ایمان افروز خطاب بھی فرمایا ،فراغت کے بعد درس و تدریس کے مشغلے سے وابستہ رہنے پر زور دیا اور طلبہ کی دستار بندی فرمائی۔

۲۴/اپریل: جامعہ اسلامیہ کلفٹن و جامعہ قرطبہ کلفٹن کی ختم بخاری وتقریب دستار بندی منعقد ہوئے بعداز نماز مغرب جامعہ قرطبہ میں حضرت مہتمم صاحب نے خطاب فرمایا ،طلبہ کرام کو اجازت حدیث دیتے ہوئے ان کی بھی دستار بندی فرمائی ،بعد از نماز عشاء جامعہ اسلامیہ کلفٹن کی ختم بخاری کی تقریب سے خطاب فرمایا پھر جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن تشریف لے گئے رات وہاں گزار کے صبح واپس جامعہ حقانیہ تشریف لائے۔

نائب مہتمم حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب کی ملک کے جید علماء کرام کے ہمراہ وزیراعظم اور آرمی چیف سے الگ الگ ملاقاتیں

والد محترم حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب مدظلہ کی ملک بھر کے تمام وفاق ہائے مدارس اور ملک کی بڑی دینی جامعات کے سربراہان کے ہمراہ وزیراعظم جناب عمران خان صاب اور آرمی چیف جناب قمر جاوید باجوہ صاحب کے ساتھ الگ الگ ملاقاتیں ہوئیں، دینی مدارس میں مجوزہ اصلاحات اور درپیش مسائل پر گفتگو ہوئی ،ملاقات میں حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب کے علاوہ جامعہ اشرفیہ لاہور کے مہتمم حضرت مولانا حافظ فضل الرحیم اشرفی مدظلہ،وفاق المدارس کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا قاری حنیف جالندھری مدظلہ،جامعہ الرشید کے سربراہ مفتی عبدالرحیم مدظلہ،جامعہ بنوریہ عالمیہ کے مہتمم مفتی نعیم مدظلہ،اہلسنت والجماعت کے سربراہ حضرت مولانا محمد احمد لدھیانوی مدظلہ، انصار الامہ کے سربراہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن خلیل مدظلہ، مرکزی جمعیت اہل حدیث کے سربراہ سینیٹر پروفیسر ساجد میر مدظلہ، رابطہ المدارس کے صدر حضرت مولانا عبدالمالک مدظلہ، خانقاہ عیدگاہ راولپنڈی کے سجادہ نشین پیر نقیب الرحمٰن صاحب، پیر امین الحسنات شاہ صاحب، پاکستان علماء کونسل کے چیئرمین مولانا طاہر محمود اشرفی صاحب،مولانا زاہد قاسمی صاحب اور دیگر شریک تھے۔

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی صاحب کی دار العلوم آمد

عالم اسلام کی معروف روحانی شخصیت حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی صاحب مدظلہ ۲۹ مارچ کو حضرت مولانا حامد الحق صاحب مدظلہ کی رہائش گاہ تشریف لائے ، بیماری کی وجہ سے شہید ناموس رسالت حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی نماز جنازہ میں شریک نہ ہوسکے تھے، انہوں نے حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ، حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب مدظلہ، حضرت مولانا راشد الحق صاحب مدظلہ، مولانا اسامہ سمیع صاحب اور مولانا خزیمہ سمیع صاحب سے حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی شہادت پر تعزیت کی، اپنے تعزیتی تاثرات میں لکھتے ہوئے فرمایا کہ جامعہ کے انوار و برکات اس کے درو دیوار سے محسوس ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے دین متین کی حفاظت کے لئے یہ قلعہ بنوایا ہے اور یہاں کا فیض ملک کے کونے کونے میں پھیل رہا ہے، یہی اس ادارے کی مقبولیت کا بین ثبوت ہے، یہ دیکھ کر طمانیت نصیب ہوئی کہ حضرت مولانا انوار الحق صاحب دامت برکاتہم جیسی علمی شخصیت موجود ہے، مزید برآں مولانا حامد الحق حقانی مدظلہ کی شکل میں ایک مسیحا بھی موجود ہے۔

نائب مہتمم جامعہ حقانیہ حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب کے اسفار

۱۶/مارچ: والد محترم حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب مدظلہ چار روزہ دورے پر پنجاب تشریف لے گئے انہوں نے خانیوال، ملتان، بہاولپور، بہاولنگر، احمد پور، چشتیاں، سرگودھا اور فیصل آباد میں جمعیت علماء اسلام کے زیر اہتمام مختلف اجتماعات میں شرکت اور خطاب فرمایا۔

۱۷/مارچ: دورہ پنجاب کے دوران حافظ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ کے جانشین حضرت مولانا حبیب الرحمٰن درخواستی مدظلہ اور حضرت مولانا پیر سیف الرحمٰن درخواستی مدظلہ، نائب امیر جمعیت علمائے اسلام کی خصوصی دعوت پر جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خانپور کے سالانہ اجتماع میں بطور مہمان خصوصی شرکت کی اور مفصل خطاب فرمایا، خانپور پہنچنے پر حضرت نائب مہتمم کا شاندار استقبال کیا گیا اور شہر سے باہر کئی میل دور تک سینکڑوں گاڑیوں اور ہزاروں کارکنان کے جلوس میں اجتماع گاہ تک پہنچایا گیا۔

۱۸/مارچ: جمعیت علمائے اسلام کے سینئر نائب امیر مولانا بشیر احمد شاد صاحب کے ادارے جامعہ محمودیہ چشتیاں میں منعقدہ اجتماع میں شرکت اور خطاب فرمایا۔

۲۱مارچ: حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب مدظلہ کے ادارے جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ میں تقریب دستار بندی میں شرکت کی اور خطاب فرمایا۔

۲۲مارچ: نائب مہتمم صاحب ایک روزہ دورے پر خیبر پختونخوا کے جنوبی اضلاع تشریف لے گئے جہاں انہوں نے

ضلع ٹانک کے مختلف مدارس، مدرسہ مصباح العلوم، جامعہ فاروقیہ میں اجتماعات میں شرکت کی اور خطاب فرمایا۔

۲۴مارچ: مردان کے علاقہ گجرات میں جامعہ کے فاضل مولانا عبدالقہار حقانی کے ادارے میں منعقدہ تقریب دستار بندی میں شرکت کی اور خطاب فرمایا۔

۲۶/مارچ: حضرت مولانا ارشد علی قریشی صاحب کے ادارے جامعہ اشرفیہ نمک منڈی پشاور میں تقریب دستار بندی میں شرکت کی اور خطاب فرمایا، شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ نے جلسہ کی صدارت کی اور اپنا صدارتی خطاب فرمایا۔

۳۱/مارچ: جامعہ خیر المدارس پارہوتی مردان میں تقریب دستار بندی میں شرکت کی اور خطاب فرمایا اور جمعیت کے بزرگ رہنماء حافظ حسین احمدؒ کے بھائی حافظ بشیر احمد مرحوم کی نماز جنازہ میں شرکت کی۔

۳/اپریل: جمعیت علمائے اسلام صوبہ خیبر پختونخوا کے سیکرٹری جنرل مولانا محمد اسرائیل کی والدہ کی نماز جنازہ میں شرکت کے لئے لوند خوڑ مردان تشریف لے گئے

۱۲/اپریل: جمعیت علمائے اسلام کے بزرگ رہنما مولانا حافظ حسین احمدؒ کے ادارے جامعہ تحفیظ القرآن مردان میں تقریب دستار بندی میں شرکت کی اور خطاب فرمایا۔

حضرت نائب مہتمم صاحب مولانا حامد الحق حقانی صاحب کا دورہ عمان

والد محترم مولانا حامد الحق حقانی صاحب مدظلہ ۱۳/اپریل کو عالمی ادارہ صحت کے زیر اہتمام منعقدہ عالمی کانفرنس میں شرکت کیلئے عمان کے دارالحکومت مسقط تشریف لے گئے۔ دو روزہ کانفرنس میں شرکت کی اور خطاب فرمایا، ان کے ہمراہ جمعیت علماء اسلام کے ترجمان مولانا سید محمد یوسف شاہ بھی شریک تھے۔

جامعہ کے درجہ اعدادیہ کے طالب علم کی شہادت

۳/اپریل کو جامعہ کے درجہ اعدادیہ کے طالب علم احسان اللہ سکنہ ہنگو، امتحانات کے اختتام پر گھر جاتے ہوئے ٹرالر کے ساتھ ایکسیڈنٹ کی وجہ سے شہید ہوگئے، ان کی نماز جنازہ جامعہ میں ادا کی گئی۔

اسسٹنٹ کمشنر کا دارالعلوم حقانیہ کے امتحانی ہال کا معائنہ: ۸/اپریل: جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے مہتمم اور وفاق المدارس کے نائب صدر مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ سے اسسٹنٹ کمشنر جناب فضل الرحیم صاحب نے اپنی ٹیم کے ہمراہ جامعہ حقانیہ میں ملاقات کی اور وفاق المدارس کے امتحانات کا جائزہ لیا، اسٹنٹ کمشنر نے کہا کہ یہ امتحانی ہال بہترین اور قابل رشک تھا، میں اب تک جتنا بھی امتحانی ہالز کا وزٹ کر چکا ہوں یہ ان میں سے بہترین ہال ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہاں کے ہال کا جو ڈسپلن ہے وہ بہت معیاری ہے، دوسرے کالجز اور سکولز کو بھی چاہیے کہ وہ بھی ایسا ڈسپلن اپنائے جیسا کہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ کا ہے۔ اسی طرح ۹۔اپریل کو جامعہ فاروقیہ کے مہتمم ڈاکٹر محمد عادل، بنوری ٹاؤن کے استاد الحدیث مولانا امداد اللہ صاحبان نے بھی اچانک دارالعلوم کے امتحانی ہال کا وزٹ کیا اور اسے بہترین نظم ونسق سے مزین پایا

جامعہ کے نئے تعلیمی سال ۴۰۔۱۴۳۹ھ بمطابق ۱۹۔۲۰۱۸ء کے داخلوں کا شیڈول

درس نظامی

تاریخ	ایام	درجات
۹،شوال ۱۴۴۰ھ بمطابق ۱۳،جون ۲۰۱۹ء	جمعرات	تمام درجات کے قدیم طلباء (اعدادیہ تا دورہ حدیث)
۱۱،شوال ۱۴۴۰ھ بمطابق ۱۵،جون ۲۰۱۹ء	ہفتہ	جدید دورہ حدیث شریف
۱۲،شوال ۱۴۴۰ھ بمطابق ۱۶،جون ۲۰۱۹ء	اتوار	جدید دورہ حدیث شریف
۱۳،شوال ۱۴۴۰ھ بمطابق ۱۷،جون ۲۰۱۹ء	پیر	جدید دورہ حدیث شریف
۱۴،شوال ۱۴۴۰ھ بمطابق ۱۸،جون ۲۰۱۹	منگل	اعدادیہ،متوسطہ،اولیٰ
۱۵،شوال ۱۴۴۰ھ بمطابق ۱۹،جون ۲۰۱۸ء	بدھ	ثانیہ،ثالثہ
۱۶،شوال ۱۴۴۰ھ بمطابق ۲۰،جون ۲۰۱۸ء	جمعرات	رابعہ،خامسہ
۱۸،شوال ۱۴۴۰ھ بمطابق ۲۲ جون ۲۰۱۸ء	ہفتہ	تکمیل ،سادسہ
۱۹،شوال ۱۴۴۰ھ بمطابق ۲۳ جون ۲۰۱۸ء	اتوار	موقوف علیہ
۲۰،شوال ۱۴۴۰ھ بمطابق ۲۴ جون ۲۰۱۸ء	پیر	افتتاح

شعبہ حفظ : درجہ حفظ میں داخلہ کے خواہشمند طلباء کی درخواستیں ۱۵ رمضان ۱۴رشوال بمطابق ۲۱ مئی تا۱۹ جون تک دفتر اہتمام میں جمع کی جائیں گی۔ حفظ کے خواہشمند طلباء کا ٹیسٹ اور انٹرویو وغیرہ ۱۶، ۱۷ شوال ۳۰ جون، یکم جولائی بروز ہفتہ ،اتوار صبح 9:00 کو دارالعلوم حقانیہ میں ہوگا (امسال شعبہ حفظ کا داخلہ دارالعلوم حقانیہ کی تعلیمی کمیٹی اور دارالحفظ کے اساتذہ کی مشترکہ نگرانی میں ہوگا)۔صرف وہ امیدوار درخواست دیں جو قرآن ناظرہ سے پڑھ چکے ہوں۔عمر ۱۳ سال سے متجاوز نہ ہو۔دو پارے پہلے سے یاد کرنے والوں کو ترجیح دی جائیگی۔

درجہ تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء

درجہ تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء کیلئے داخلہ درخواست ۱۶ شوال بمطابق ۲۰، جون بروز ہفتہ تک دفتر اہتمام میں جمع کرائی جائیں گی اور انٹری ٹیسٹ ۱۸۔شوال بمطابق ۲۲ جون بروز ہفتہ صبح 9:00 بجے ہوگا۔ نوٹ: تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء کا دورانیہ دو سال ہوگا۔

نوٹ (۱) امسال درجہ اعدادیہ سے لیکر بشمول درجہ سادسہ اسباق اردو میں بھی پڑھائے جائینگے۔لہٰذا اردو زبان سمجھنے والے طلباء کرام داخلہ لے سکتے ہیں۔درجہ متوسطہ میں وہ طلباء داخلہ لینگے جو کہ ساتویں جماعت پاس ہو **نوٹ (۲)** داخلہ کے خواہشمند طلباء کیلئے نادرا شناختی کارڈ کا ہونا لازمی ہے اور جو امیدواران نابالغ ہیں وہ اپنے والد صاحب کا نادرا شناختی کارڈ ضرور لائیں اور ساتھ تین عدد پاسپورٹ سائز رنگین تصاویر بھی ضروری ہیں **نوٹ (۳)** امسال دارالعلوم حقانیہ میں شعبہ تجوید کا الگ شعبہ ہوگا جسمیں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے نصاب کے مطابق حفاظ کیلئے دو سالہ کورس اور علماء کرام کیلئے یک سالہ کورس پڑھایا جائیگا **نوٹ (۴)** ہر درجہ میں داخلہ کیلئے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے تحتانی درجات کے اصلی سندات کا برائے معائنہ دکھانا لازمی ہے اور ساتھ ان ہی اسناد کے دو عدد فوٹو سٹیٹ بھی لانا ضروری ہے **نوٹ:(۵)** تمام قدیم طباء کرام کا داخلہ رجسٹریشن کارڈ پر ہوگا لہٰذا قدیم طلباء کرام اپنے ساتھ رجسٹریشن کارڈ ضرور لائیں **نوٹ (۶)** جو غیر ملکی طلباء کرام جامعہ میں داخلہ کے خواہشمند ہوں وہ پاکستانی ویزہ اور دیگر ضروری دستاویزات اپنے ساتھ ضرور لائیں **نوٹ (۷)** قدیم طلباء کیلئے جو تاریخ مقرر کی گئی ہے وہ حتمی ہے،مقررہ تاریخ کے بعد کسی بھی طالبعلم کو داخلہ نہیں ملے گا۔

دارالعلوم کے نئے تعلیمی سال کا باضابطہ آغاز ان شاء اللہ ۲۰ ،شوال ۱۴۴۰ھ بمطابق ۲۴ جون ۲۰۱۹ء بروز پیر ہوگا۔

ہدایات برائے داخلہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

سال ۴۱۔۱۴۴۰ھ بمطابق ۲۰۲۰۔۲۰۱۹

(۱) جامعہ کا داخلہ میرٹ کی بنیاد پر ہوگا اور تمام قدیم وجدید طلباء کیلئے سابقہ درجہ میں جید جداً تقدیر کے ساتھ پاس ہونا ضروری ہوگا۔

(۲) دورہ حدیث کیلئے کم از کم درجہ سادسہ اور باقی درجات کیلئے سابقہ درجہ کی وفاق سند پیش کرنا ضروری ہوگا۔

(۳) نئے داخلہ کیلئے تحریری امتحان میں کامیاب ہونے کے بعد میں تقریری امتحان بھی لیا جائیگا۔تقریری امتحان میں ناکام ہونے والے طلباء داخلہ سے محروم ہونگے۔تقریری امتحان میں طلباء کی ظاہری شکل وصورت کا جائزہ لیا جائیگا اوراس موقع پر وفاق کی اصل اسناد بھی پیش کرنا لازم ہوگا۔

(۴) داخلہ فارم کے ساتھ اپنی قومی شناختی کارڈ کاپی اور دوعدد تازہ تصاویر لگانا ضروری ہوگا۔

(۵) داخلہ کیلئے جو شرائط وضوابط جامعہ کی طرف سے پہلے سے مقرر ہیں یا ارباب اہتمام وتعلیمی کمیٹی کی جانب سے نئے شرائط وضوابط کے احکامات جاری ہوں تو اس میں کسی بھی قسم کی کوتاہی قابل قبول نہیں ہوگی۔

(۶) جامعہ میں طلباء کیلئے ٹچ موبائل پر مکمل پابندی ہوگی اگر کسی طالب علم کے ساتھ کسی بھی وقت اور کہیں بھی ٹچ موبائل جامعہ کے اندر پایا گیا تو وہ موبائل کو ضبط اوراس طالب علم کا داخلہ کالعدم قرار دیا جائے گا۔

(۷) جامعہ میں غیر تعلیمی سرگرمیوں پر مکمل پابندی ہے،اسلئے جامعہ کی اجازت کے بغیر جامعہ کے تمام طلباء کسی سیاسی وغیر سیاسی جلسے جلوس میں شریک نہیں ہونگے۔

(۸) طلباء کے اسباق ،تکرار اور مطالعہ میں حاضری از حد ضروری ہے۔کوتاہی کسی بھی صورت میں قابل قبول نہ ہوگی۔

(۹) امسال طلباء کیلئے جامعہ میں رہائش پذیر ہونا ضروری ہوگا۔کسی بھی نہاری طالبعلم کو جامعہ میں داخلہ نہیں دیا جائے گا۔

مولانا محمد اسلام حقانی
رکن موتمر المصنفین

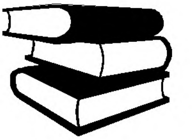

تعارف وتبصرہ کتب

● کتاب التعریفات افادات: حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ

مرتب: مفتی محمد زید مظاہری ندوی ضخامت: ۴۶۲ صفحات ناشر: مکتبہ الایمان کراچی

مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع نور اللہ مرقدہ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں، ان کی علمی خدمات سے چاردانگ عالم آگاہ ہیں، موصوف صاحب تصنیف تھے، ان کی تصنیفات میں معارف القران کو بے پناہ مقبولیت حاصل ہے، یہ تفسیر بیش بے بہا علوم و معارف، عبر و حکم اور حقائق و دقائق کا خزینہ ہے، مفتی محمد زید مظاہری ندوی (استاد دارا العلوم ندوہ العلماء) نے اپنے شیخ و مرشد مولانا قاری محمد صدیق باندوی کی ایماء ومشورہ پر حکیم الامت مولانا تھانویؒ کی کتابوں کی تسہیل اوران افادات کو عام فہم بنانے کا جو سلسلہ شروع کیا تھا اب ان میں حکیم الامتؒ کے خلفاء کو بھی شامل کیا اوران کی کتابوں سے افادات کو یکجا کر کے لوگوں کو ان سے مستفید کرانے کی کوشش کی، اس سلسلے کی ایک کڑی زیر تبصرہ کتاب کتاب التعریفات بھی ہے جوان دینی وقرآنی وفقہی اصطلاحات کے تعارف وتعریف پر مشتمل ہیں جس کی عام حالات میں دینی زندگی گزارنے والوں کو ضرورت پڑتی ہے یہ مجموعہ حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی علمی افادات سے تیار کیا گیا ہے، اپنے موضوع پر بہترین کاوش ہے، اس میں ہر ایک تعریف کے ساتھ ضروری تشریحات، مسائل، احکام اور عقائد کا بھی ذکر کیا گیا ہے، فقہی تعریفات اور شرعی اصطلاحات پر مشتمل یہ مجموعہ نہایت مفید اور بے مثال کتاب ہے۔ مرتب کتاب نے کتاب کی ترتیب الف با تا حروف تہجی کی بنیاد پر رکھی ہے، گویا یہ مجموعہ تعریفات فقہیہ کا انسائیکلو پیڈیا ہے۔

● شرح صحیح مسلم نمبر (سہ ماہی الزیتون کی خصوصی اشاعت) ضخامت: ۴۲۴ صفحات

مدیر مسئول: مولانا محمد قاسم حقانی ناشر: القاسم اکیڈمی جامعہ ابو ہریرہؓ خالق آباد نوشہرہ

سہ ماہی الزیتون کا یہ خصوصی اشاعت استاد محترم شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ کی تازہ ترین اور عظیم الشان علمی کاوش ''شرح صحیح مسلم'' پر عالم اسلام کے علماء ومشائخ، محدثین اورارباب وکمال ادیبوں اور دانشوروں کے تأثرات اورزریں خیالات پر مشتمل علمی، تاریخی دستاویز اور علمی وادبی شہ پارہ ہے

اردو زبان میں صحیح مسلم کی شرح کی ضرورت عرصہ دراز سے محسوس کی جارہی تھی، اس عظیم الشان علمی خدمت کیلئے اللہ تعالیٰ نے استادگرامی حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ کا انتخاب کیا، اہل علم وقلم نے انکی اس خدمت عالیہ کوخراج تحسین پیش کیا اور تحسینی کلمات وخیالات کو استادگرامی کے لائق فرزند ارجمند و رفیق مکرم مولانا محمد قاسم حقانی زیدہ مجدہ نے ایک گلدستہ کی شکل میں مرتب کرکے اسے منظر عام پر لانے کی سعادت حاصل کی ہے۔شرح صحیح مسلم کی پہچان، تعارف اور اہمیت معلوم کرنے کیلئے یہ خصوصی اشاعت ایک انمول تحفہ ہے۔اللہ تعالیٰ اسے شرف قبولیت سے نوازے۔آمین

● **تذکرہ علماء مشائخ صوابی (جلداول)** تالیف: مولانا خلیل احمد مخلص

ضخامت: صفحات ۵۱۰ ناشر: السعید اکیڈمی جامعہ دارالعلوم سعیدیہ کوٹھا صوابی رابطہ نمبر: 0345-97702821

ضلع صوابی کے اس زرخیز خطہ کے علماء ومشائخ پر اس سے قبل بھی اہل قلم نے خامہ فرسائی کی ہے، اس بار حضرت مولانا خلیل احمد مخلص صاحب نے اس اہم کام کی تکمیل کا عزم کیا اور منظر عام پر لانے کی سعادت حاصل کی۔زیر تبصرہ کتاب ''تذکرہ علماء ومشائخِ صوابی'' اس کی جلداول ہے، جس میں انہوں نے تقریباً ایک سو بارہ علماء ومشائخ کے احوال، سوانح اور تذکرے قلمبند کیے ہیں، یہ ایک سو بارہ علماء مشائخ کے احوال پر ایک تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے، اس کے علاوہ بھی ایک وقیع معلوماتی مجموعی اور علمی وادبی شہ پارہ بھی ہے، مؤلف موصوف نے نہایت عرق ریزی اور جانفشانی سے اس اہم مجموعہ کو اہل علم کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کی ہے (بقول مؤلف یہ دستاویز تین جلدوں پر مشتمل ہوگی) اہل علم وقلم اور ضلع صوابی کے علماء ومشائخ کے تذکرہ واحوال سے دلچسپی رکھنے والوں کیلئے ایک قیمتی سوغات ہیں۔اللہ اس کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے۔

● **دعا وتقدیر** مؤلف: محترمہ سیدہ خیرالنساء بہتر صاحبہ مرحومہ

ضخامت: ۸۸ صفحات ناشر: مجلس نشریات اسلام، ناظم آباد کراچی

تمام مسلمانوں کا بحیثیت مسلمان یہ عقیدہ ہے کہ نظام عالم کو چلانے والا اور کائنات کی ہر چیز کا مالک صرف اور صرف ایک ہی معبود برحق ہے، جو کچھ ہوتا ہے وہ سب کچھ اللہ کی مشیت وارادے سے ہوتا ہے، اس کو عقیدہ تقدیر کہا جاتا ہے اور تقدیر کی ایک قسم دعاؤں سے تبدیل بھی ہوجاتی ہے، تقدیر پر ہر مسلمان کا ایمان لانا ضروری ہے، دعا وتقدیر کے اس اہم مسئلہ کی وضاحت کے لئے مفکر اسلام مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کی والدہ ماجدہ محترمہ سیدہ خیرالنساء مرحومہ کی یہ مختصر سی کتاب بہت اہم ہے۔

زیرتبصرہ کتاب ’’دعا وتقدیر‘‘ میں مؤلفہ مرحومہ نے دعا کی تاثیر، تقدیر کی کارفرمائی اور اپنے رویائے صادقہ اور مبشرات لکھے ہیں، یہ کتاب انہوں نے اس غرض سے لکھی ہے کہ جو لوگ دعا کی اہمیت نہیں سمجھتے اوراس کے فوائد سے محروم رہ جاتے ہیں وہ اس کو دیکھ کر اپنی خام خیالی سے باز رہیں اور دعاؤں کے ذریعے سے اپنے آپ کو بہرہ وراور بہرہ مند کریں۔ اپنے موضوع پر بہترین معلوماتی اور علمی کتابچہ ہے، ہر خاص وعام اس سے مستفید ہوسکتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو مرحومہ کے حق میں رفع درجات کا وسیلہ بنائے۔

● مدینے کا مہاجر (مفتی عاشق الٰہی بلندشہری) مرتب: مولانا مفتی عبداللہ المدنی البرنی

ضخامت: ۹۶ صفحات ناشر: خانقاہ عارفی بی 70 بلاک گیارہ شاداب مسجد گلبرگ کراچی

زیرتبصرہ کتاب حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلندشہر مہاجر مدنی رحمہ اللہ کے حالاتِ زندگی پر مشتمل مختصر مجموعہ ہے، مرتب کتاب نے اس میں مرحوم کے حالات زندگی کے ساتھ ساتھ ان کے حیرت انگیز واقعات اور نصیحت آموز ارشادات کو نہایت نفیس انداز سے جمع کرکے اب شائع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ مفتی عبد اللہ المدنی مفتی عاشق الٰہی المدنی کے لائق فرزند اور الولد سرلابیہ کے صحیح مصداق ہیں، مفتی عاشق الٰہی صاحب نور اللہ مرقدہ بلند پایہ عالم، عظیم مصنف اور جامع الصفات شخصیت کی حامل تھے، یہ مختصر رسالہ ان کی حیات وخدمات کا مجموعہ ہے اور اپنے موضوع پر قیمتی سوغات سے کم نہیں اللہ شرف قبولیت سے اس کاوش کو نوازے امین۔

● بزم خردمنداں مدیر: تنویر احمد حنفی مصنف: مولانا محمد اسحاق بھٹی مرحوم

ضخامت: ۳۱۲ صفحات ناشر: محمد اسحاق بھٹی ریسرچ انسٹیٹیوٹ لاہور، 0301 4768918

اردو ادب میں خاکہ نگاری ایک خاص صنف ہے، اس کی ایک لمبی تاریخ ہے اور اس صنف کو کافی مقبولیت حاصل ہوئی ہے، خاکہ دراصل اس سوانحی مضمون کو کہتے ہیں جس میں کسی شخصیت کے اہم اور منفرد پہلو اور گوشے اس طرح اجاگر کئے جاتے ہیں کہ اس شخصیت کی ایک جیتی جاگتی تصویر پڑھنے والے کے ذہن میں پیدا ہو جاتی ہے، اسی طرح خاکہ بھی اس شخص کا لکھا جاتا ہے جس سے خاکہ نگار ذاتی طور پر واقفیت رکھتا ہو اور اس نے اسے بہت قریب سے دیکھا ہو، اچھا خاکہ وہی ہوتا ہے جس میں کسی شخص کے کردار اور افکار دونوں کی جھلک نمایاں ہو، اردو زبان میں بے شمار ادباء اور خاکہ نگاروں نے بے شمار خاکے لکھے ہیں اس میں چند خاکے اپنی فنی خوبیوں کی وجہ سے زندہ وجاوید رہے۔

عصر قریب میں مولانا محمد اسحاق بھٹی مرحوم بھی اس فن میں کمال اور عبور رکھتے تھے اور ان کا ایک

منفرد انداز اور اسلوب تھا، موصوف کو دوسری تحریروں کی طرح خاکہ نگاری میں اعلیٰ مہارت حاصل تھی اور اردو ادب کی اس دقیق صنف کو سہل انداز میں پیش کرنے کا تجربہ رکھتے تھے اور ان کے خاکہ نگاری پر عصری جامعات میں طلبا سے مقالے بھی لکھوائے جاتے ہیں۔

زیر تبصرہ کتاب ''بزم خرد منداں'' مولانا مرحوم کی ان غیر مطبوعہ تحریرات میں سے ایک ہے، جو اِن کی زندگی میں شائع نہ ہوسکی، اس مجموعہ میں بڑے بلند پایہ علمی، فکری اور تحریکی مشن کی حامل شخصیات کا انتخاب کیا گیا ہے، اس مجموعہ میں شامل شخصیات کسی تعارف کی محتاج نہیں ہیں جن میں شیخ محمد اکرام، یوسف سلیم چشتی، سراج منیر، عبدالجبار شاکر وغیرہ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

اس مجموعہ میں ایک خاکہ عم مکرم و استاد محترم شہید ناموس رسالت حضرت مولانا سمیع الحق نور اللہ مرقدہ پر بھی موجود ہیں، مولانا محمد اسحاق بھٹی مرحوم سے مولانا سمیع الحق شہید کے بہت گہرے مراسم اور محبت بھرے تعلقات تھے اور انہیں مراسم اور تعلقات کے اظہار کا مظہر مولانا اسحاق بھٹی مرحوم کا یہ خاکہ ہے، اس خاکے میں مولانا بھٹی مرحوم نے مولانا سمیع الحق شہید کا خاکہ محبت آمیز انداز سے لکھا ہے، مولانا بھٹی کی وفات کے بعد جب ان کے پسماندگان نے ان کے مخطوطہ تحریرات کی تلاش شروع کی تو اس میں یہ خاکہ بھی ملا تو انہوں نے مولانا سمیع الحق شہید سے اس کا ذکر کیا تو مولانا شہیدؒ کی اسے دیکھنے کی شدید خواہش بھی تھی۔ اب مولانا کی شہادت کے بعد یہ مجموعہ منظر عام پر آ گیا ہے۔ مرتب کتاب نے اس کے حرف آغاز میں اس روداد کی طرف اشارہ بھی کیا ہے، مولانا اسحاق بھٹی مرحوم نے مولانا سمیع الحق شہید کے حوالے سے اہمیت کی حامل خاکہ پیش کیا ہے، جس میں مولانا شہیدؒ کی طالب علمی سے لے کر ان کے کردار، افکار، تحریکات، حیات و خدمات اور جدوجہد پر روشنی ڈالی ہے اور ان کے ساٹھ سالہ جہد کو چند صفحات میں بہترین انداز سے سمیٹنے کی کوشش کی ہے۔ کاش! اب دونوں حضرات بقید حیات ہوتے لیکن یہ دنیا ہے کہ اس کے لئے بقاء نہیں۔

بہر حال یہ کتاب مجموعی طور ایک بہتریں کاوش ہے جس سے اہل علم بہت سے ایسی شخصیات سے بھی متعارف ہونگے جس کے بارے میں اب تک ناآشنا رہے ہیں، ''بزم خرد منداں'' میں ہر خاکہ اپنی مثال آپ ہے، مولانا اسحاق بھٹی مرحوم ایک مورخ تھے اور تاریخ کے ہر گوشے سے آشنا بھی تھے تو خاکوں کے اس مجموعے میں بھی ان کی تاریخیت کی جھلک نمایاں ہیں، اہل علم و ذوق کیلئے یہ مجموعہ ایک قیمتی سوغات سے کم نہیں اللہ کرے یہ کاوش مصنف کیلئے رفع درجات کا وسیلہ اور ناشریں کیلئے ترقیات کا ذریعہ ہو۔ (آمین) (مبصر: مولانا عرفان الحق حقانی)